ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد۱۰ | جمعۃ المبارک ۲۸ رفروری ۲۰۰۳ء | ۲۸رذوالحجہ ۱۴۲۳ہجری قمری ۲۸رتبلیغ ۱۳۸۲ہجری شمسی | شمارہ۹

نیکی میں پہل کرنا

حضرت ابوایوبؓ انصاری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے اور جب دونوں ایک دوسرے سے ملیں تو ادھر ادھر منہ پھیر لیں۔ فرمایا ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب الھجرۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

احساس موت انسان کو دنیا کی لذات میں بالکل منہمک ہونے سے اور خدا سے دور جا پڑنے سے بچالیتا ہے۔ رسالت اور نبوت کی علّت غائی رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی اور یہی ختم نبوت کے معنی ہیں۔

''دوسرا ذریعہ گناہ سے بچنے کا احساس موت ہے۔ اگر انسان موت کو اپنے سامنے رکھے تو وہ ان بدکاریوں اور کوتاہ اندیشیوں سے باز آجائے اور خدا تعالیٰ پر اسے ایک نیا ایمان حاصل ہو اور اپنے سابقہ گناہوں پر توبہ اور نادم ہونے کا موقعہ ملے۔ انسان عاجز کی ہستی کیا ہے؟ صرف ایک دم پر انحصار ہے۔ پھر کیوں وہ آخرت کا فکر نہیں کرتا اور موت سے نہیں ڈرتا اور نفسانی اور حیوانی جذبات کا مطیع اور غلام ہو کر عمر ضائع کر دیتا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ ہندوؤں کو بھی احساس موت ہوا ہے۔ بٹالہ میں کشن چند نام ایک بھنڈاری ستر یا بہتر برس کی عمر کا تھا۔ اس وقت اس نے گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا اور کانشی میں جا کر رہنے لگا اور وہاں ہی مر گیا۔ یہ صرف اس لئے کہ وہاں مرنے سے اس کو موکش ہوگی مگر یہ خیال اس کا باطل تھا۔ لیکن اس سے اتنا تو مفید نتیجہ ہم نکال سکتے ہیں کہ اس نے احساس موت کیا اور احساسِ موت انسان کو دنیا کی لذات میں بالکل منہمک ہونے سے اور خدا سے دور جا پڑنے سے بچالیتا ہے۔ یہ بات کہ کانشی میں مرنا مکتی کا باعث ہوگا یہ اسی مخلوق پرستی کا پردہ تھا جو اس کے دل پر پڑا ہوا تھا۔ مگر مجھے تو سخت افسوس ہوتا ہے جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ مسلمان ہندوؤں کی طرح بھی احساس موت نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھو صرف اس حکم نے کہ فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ (ھود:۱۱۳) نے ہی بوڑھا کر دیا۔ کس قدر احساس موت ہے۔ آپ کی یہ حالت کیوں ہوئی۔ صرف اس لئے کہ تا ہم اس سے سبق لیں ورنہ رسول اللہ ﷺ کی پاک اور مقدس زندگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہادی کامل اور پھر قیامت تک کے لئے اور اس پر کل دنیا کے لئے مقرر فرمایا۔ مگر آپ کی زندگی کے کل واقعات ایک عملی تعلیمات کا مجموعہ ہیں۔ جس طرح پر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور قانون قدرت اس کی فعلی کتاب ہے اسی طرح پر رسول اللہ ﷺ کی زندگی بھی ایک فعلی کتاب ہے جو گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے۔

میرے تیس سال کی عمر میں ہی سفید بال نکل آئے تھے اور مرزا صاحب مرحوم میرے والد ابھی زندہ ہی تھے۔ سفید بال بھی گویا ایک قسم کا نشان موت ہوتا ہے۔ جب بڑھاپا آتا ہے جس کی نشانی یہی سفید بال ہیں تو انسان سمجھ لیتا ہے کہ مرنے کے دن اب قریب ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس وقت بھی انسان کو فکر نہیں لگتا۔ مومن تو ایک چڑیا اور جانوروں سے بھی اخلاق فاضلہ سیکھ سکتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی کھلی ہوئی کتاب اس کے سامنے ہوتی ہے۔ دنیا میں جس قدر چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ انسان کے لئے جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی راحتوں کے سامان ہیں۔

میں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں پڑھا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے مراقبہ بلّی سے سیکھا ہے۔ اگر انسان نہایت پُرغور نگاہ سے دیکھے تو اُسے معلوم ہوگا کہ جانور کھلے طور پر خلق رکھتے ہیں۔ میرے مذہب میں سب چرند پرند ایک خلق ہیں اور انسان اس کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہ نفس جامع ہے اور اسی لئے عالم صغیر کہلاتا ہے کہ کل مخلوقات کے کمال انسان میں یکجائی طور پر جمع ہیں اور کل انسانوں کے کمالات بہیئت مجموعی ہمارے رسول اللہ ﷺ میں جمع ہیں اور اسی لئے آپ کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے اور رحمۃ للعالمین کہلائے۔ انک لعلی خلق عظیم (القلم:۵) میں بھی اسی مجموعہ کمالات انسانی کی طرف اشارہ ہے۔ اسی صورت میں عظمت اخلاق محمدی کی نسبت غور کر سکتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ پر نبوت کاملہ کے کمالات ختم ہوئے۔

یہ ایک مسلم بات ہے کہ کسی چیز کا خاتمہ اس کی علّت غائی کے اختتام پر ہوتا ہے جیسے کتاب کے جب کل مطالب بیان ہو جاتے ہیں تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اسی طرح پر رسالت اور نبوت کی علّت غائی رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی اور یہی ختم نبوت کے معنے ہیں کیونکہ یہ ایک سلسلہ ہے جو چلا آیا ہے اور کامل انسان پر آکر اس کا خاتمہ ہو گیا''۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۶ تا ۱۸ مطبوعہ لندن)

(لندن ۱۴رفروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی......الخ﴾ کی تلاوت کی اور اس کے ترجمہ کے بعد صفت المصور کے مضمون کو احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے ارشادات کے حوالے سے بیان فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے سب سے پہلے صَوَّرَ کے لغوی معنی کرتے ہوئے بتایا کہ صَوَّرَ کا معنی ہے ا

س نے شکل وصورت عطا کی اور صَوَّرَ شَخْصًا کا مطلب کہ اس شخص کی باریک بینی سے صفات بیان کیں۔ مصور صورتوں اور نقش ونگار سے مزین کرنے والے کو کہتے ہیں۔ علامہ راغب نے المفردات میں بیان فرمایا ہے کہ صورتیں دو قسم کی ہو سکتی ہیں۔ ایک ظاہری و جسمانی اور دوسرے معقولی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت میں پیدا کیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اپنی صفات حسنہ کو سمجھنے والا بنایا ہے۔ اس سے زیادہ اس کے کوئی معنی نہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی کوئی ظاہری صورت تو نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ صحیح بخاری میں درج ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے پاس اس شکل وصورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے ہوں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ پس صفات باری تعالیٰ کو اگر پہچانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو بھی پہچانتے ہیں۔ اللہ کو پہچاننے کی صورت یہی ہے کہ اس کی تخلیق سے پہچانا جائے۔ خدا کو پہچاننا اس کی صفات کے ذریعہ ممکن ہے ورنہ ننگی آنکھ سے اسے دیکھنا ممکن نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک حدیث کے حوالہ سے ماں کے پیٹ میں بچے کی تخلیق کے مختلف مراحل سے متعلق بیان فرمودہ مدت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کی جدید طبی تحقیقات حضور اکرمؐ کے ان ارشادات کی مکمل تصدیق کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں کینیڈا کے ایک پروفیسر نے اس بات کا اعتراف کیا ہے اور کہا ہے کہ بعینہ یہی مشاہدہ ہے۔

حضور نے حدیث کے حوالہ سے بتایا کہ جو لوگ تصویریں اور مورتیاں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ان کو زندہ کر کے دکھاؤ۔ حضور نے فرمایا کہ تصویر کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ جن تصویروں کی مناہی ہے اس سے مراد بتوں کی تصویریں ہیں اور مشرکانہ خیالات پیدا کرنا نے والی تصویریں۔ ورنہ تصویر بذات خود بری چیز نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے رؤیا میں ایک رومال پر حضرت عائشہؓ کی تصویر دیکھی تھی۔ تصویر صرف بت پرستی کے لئے منع ہے، ورنہ تصویر سے لوگ قیافہ بھی کرتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھ کر آپؑ کو قبول کیا اور کہا کہ آپ کی شکل صادق اور راستباز کی شکل ہے۔ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔

حضور نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ مُصَوِّرْ ہے یعنی صورت جسمیہ اور صورت روحیہ عطا کرنے والا ہے۔ وہ ایسا خدا ہے جو جسموں کو پیدا کرنے والا بھی ہے اور روحوں کو پیدا کرنے والا بھی۔ اور رحموں میں تصویر کھینچنے والا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ﴿هُوَالَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ﴾۔ حضور نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے ارشاد کے حوالہ سے بتایا کہ انسان تو باریک در باریک کام روشنی میں کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جتنا باریک کام ہے اندھیروں میں کرتے ہیں۔ ماں کے پیٹ کے اندر رحم اور رحم کے اندر غلاف اور اس کے اندر صورتیں بناتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف آیات قرآنیہ پڑھ کر سنائیں جن میں اللہ تعالیٰ کے اَلْمُصَوِّرْ ہونے کا مضمون بیان ہے۔ حضور نے فرمایا کہ صورتیں تو سب کی اچھی ہی ہوتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کو دیکھو تو کوئی نہ کوئی زاویہ ایسا ہے جس میں وہ خوبصورت دکھائی دے گا۔ اچھی صورت کا ایک تو یہ مطلب ہے کہ اس کا ناک نقشہ، ہاتھ، کان، آنکھیں وغیرہ خوبصورت ہوں۔ دوسرے بعضوں کی صورتیں غیر معمولی ہوتی ہیں۔ امام رازیؒ کہتے ہیں کہ بدصورتی بالکل نہیں ہے، ہاں بعض کا حسن بعض دوسروں کے مقابل پر درجات رکھتا ہے اور بعض کا حسن نظر نہیں آتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایک آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس کا تسویہ خلق ایسا عمدہ بنایا کہ شیر ہاتھی وغیرہ سب کو قابو کر لیتا ہے۔ بڑا ہی معتدل مزاج بنایا ہے۔ صورتوں اور آوازوں کی ترکیب ایسی کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کی آواز ایک دوسرے سے نہیں ملتی۔ اور انسان پہچان لیتا ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عموماً خطوط میں لوگ 'دعا فرمائیں' کا محاورہ استعمال کرتے ہیں۔ دعا کے ساتھ فرمانے کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کو کوئی 'فرما' نہیں سکتا۔ اللہ سے عرض کی جاتی ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل صحت وتندرستی کے لئے دعا کی تحریک

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۴ر فروری کو خطبہ جمعہ کے اختتام پر اور نماز سے قبل احباب جماعت سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''آخر پر اپنی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں میری صحت پہلے سے تو بہت بہتر ہے مگر پھر بھی ابھی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ احباب دعاؤں میں یاد رکھیں''۔

ہمیں یقین ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ عالمگیر اپنے محبوب امام ایدہ اللہ کی کامل صحت وتندرستی والی فعال لمبی زندگی کے لئے التزام سے دعائیں کر رہے ہوں گے۔ یہ تو امام وقت سے محبت کا ایک لازمی تقاضا ہے لیکن جب محبوب آقا خود اپنے پیاروں اور پیار کرنے والوں کو دعا کی تحریک فرمائیں تو اس سے عشاق کے دلوں میں ایک خاص جوش اور دعا میں ایک خاص تڑپ اور اضطراب پیدا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو ہمیشہ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ ہر قسم کی جسمانی بیماری اور کمزوری کو کلیۃً دور فرمائے اور آپ کی تمام مہمات دینیہ عالیہ میں آپ کا خاص طور پر معین ومددگار ہو اور عظیم الشان کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازتا چلا جائے۔ آمین، ثم آمین

غزل

عمر بھر اشک کی آواز پہ چلنے والے
فکر مت کر کہ یہ سورج نہیں ڈھلنے والے

عمر گزرے گی یونہی آنکھ کی دربانی میں
گرنے والے ہیں نہ یہ اشک سنبھلنے والے

تم اگر ہنس کے بلا لو تو بہل جائیں گے
ہم ہیں نادان کھلونوں سے بہلنے والے

اپنی تصویر کا انجام بھی سوچا ہوتا
اے مرے شہر کی تصویر بدلنے والے

منجمد چہروں کی خاموش نگاہی پہ نہ جا
ایک آہٹ سے یہ پتھر ہیں پگھلنے والے

مَیں اکیلا تو ہوں تنہا نہیں ان گلیوں میں
میرے اشعار مرے ساتھ ہیں چلنے والے

آنکھ کے پانی سے کچھ اس کا مداوا کر لے
شہر جلنے کو ہیں دریا ہیں ابلنے والے

چڑھ بھی اے آنکھ کے سورج سرِ شاخ امید
صبح ہونے کو ہے نقشے ہیں بدلنے والے

دل بھی بوجھل ہے بہت آنکھ بھی نم ہے مضطرؔ
گھر کے آئے ہیں یہ بادل نہیں ٹلنے والے

(چوہدری محمد علی)

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء

مغربی معاشرہ میں تربیت اولاد......
احمدی والدین کی ایک اہم ذمہ داری

(عبدالباسط طارق۔ مبلغ سلسلہ جرمنی)

(دوسری و آخری قسط)

آنحضرت ﷺ نے بچوں کی تربیت کا ایک عمدہ گر یہ بتایا ہے کہ بچوں کی عزت کرو۔ آپ نے فرمایا: ''اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ'' اپنی اولاد کا اکرام کرو۔ مراد یہ ہے کہ اپنے بچوں کو یہ احساس دو کہ وہ اچھے ہیں اور اس لئے وہ قابلِ احترام شخصیت ہیں۔ جب بچوں میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ وہ اچھے ہیں تو اس سے نہ صرف ان کے اندر ایک خود اعتمادی کا احساس پیدا ہوگا بلکہ وہ ہمیشہ اچھے کام کریں گے اور بُرے کاموں سے اجتناب کریں گے۔ یہ ایک بہت پُرحکمت گہرا نفسیاتی راز ہے جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں بتایا ہے۔ جب بھی کسی انسان کو یہ احساس ہو کہ معاشرہ میں عزت ہے اور مَیں اچھا ہوں تو وہ ہمیشہ بُرائیوں سے دور رہے گا۔ نوجوان بچوں کی چھوٹی موٹی غلطیوں سے چشم پوشی کرنا، پیار سے سمجھانا، ان کی عزت کو لوگوں میں بحال رکھنا یہ بیحد ضروری ہے۔ یہ احساس کہ میں معاشرہ میں ایک قابلِ عزت وجود ہوں بچے کی آئندہ ساری زندگی پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ جو والدین گھروں میں بچوں کو گالی گلوچ، ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہتے ہیں اور ان کی تذلیل کر کے اصلاح کرنا چاہتے ہیں وہ بے حد غلطی پر ہیں۔ بچے کو اس کی برائیاں اور خامیاں دکھا کر اسے ذلیل کر کے آپ اس کے اندر بغاوت کے جذبات تو پیدا کر سکتے ہیں اس کی خود اعتمادی کو تباہ کر سکتے ہیں، اصلاح نہیں کر سکتے۔ بچے کو دوسروں کے سامنے ذلیل کر کے اس کا امیج جب پبلک میں خراب ہوگا تو ایسا بچہ جماعت سے، اپنے خاندان سے ہر قسم کے تعلقات توڑ لے گا اور کسی وقت کوئی بھی خوفناک حرکت کر سکتا ہے جس سے وہ اپنی زندگی تباہ کر لے۔ اس لئے بچوں کی عزت کریں اور پیار سے سمجھانے کی کوشش کریں۔

اس موقعہ پر خاکسار جماعت کے عہدیداروں سے بھی خصوصی گزارش کرے گا کہ وہ اپنے رویہ میں نوجوانوں کے بارہ میں خصوصاً لچک پیدا کریں، نوجوانوں کی مشکلات کا احساس کریں۔ ہمارے احمدی نوجوان بُرے نہیں ہیں، وہ اچھے ہیں صرف لاعلمی کی بنا پر اور اس معاشرہ میں زندگی بسر کرنے کی وجہ سے ان کو برائیوں کا احساس نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی ایسا معاملہ پیش ہو تو عہدیداروں کو ہمدردانہ نمونہ دکھاتے ہوئے نوجوانوں کو یہ احساس دلانا چاہئے کہ ہم ہر وقت تمہاری مدد کے لئے تیار ہیں۔ سختی کرنا اور اپنے خیالات پر اڑ جانا بعض نوجوانوں کو جماعت اور احمدیہ معاشرہ سے متنفّر کر دے گا۔

بچوں کی تربیت کے لئے یہ امر بہت ضروری ہے کہ بچے جہاں بھی ہوں مغرب کے وقت وہ ہر صورت گھر آ جائیں سوائے اس کے کہ وہ تعلیم حاصل کر رہے ہوں، یا ملازمت کر رہے ہوں۔ جو والدین فراخدلی یا ترقی پسند ہونے کی وجہ سے اپنے بچوں، بچیوں کو یہ اجازت دے دیتے ہیں کہ وہ رات دیر تک اپنے دوستوں کے ساتھ رہیں یا پارٹی اٹنڈ کریں یا کہیں سیر وغیرہ کے لئے اپنے دوستوں کے ساتھ چلے جائیں ان کے بچے اکثر برائیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ والدین کی لاعلمی یا اندھے اعتماد سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مختلف بہانے کر کے وہ والدین کو بہلا لیتے ہیں کہ ہم دوستوں کے ساتھ ہوم ورک کرنے جا رہے ہیں یا کھیلنے جا رہے ہیں حالانکہ ان کی مصروفیات بالکل اور ہوتی ہیں۔ اس بارہ میں والدین کا فرض ہے کہ وہ اگر بچے کو اجازت دیں تو وقتاً فوقتاً چیک کرتے رہیں کہ کیا ہمارا بچہ غلط بیانی تو نہیں کر رہا۔ اعتماد کرنا اچھا ہے لیکن کنٹرول اور چیک کرنا بھی ضروری ہے۔ میرے ذاتی تجربے میں ہے کہ والدین کی نرمی اور اعتماد سے بعض بچے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایک بچے نے جب ایک بہت بڑی غلطی کی تو پوچھنے پر اس نے خاکسار کو بتایا کہ مَیں تو کئی سال سے اپنی ماں کے ساتھ غلط بیانی کرتا رہا ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ'' کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کی فلاح و بہبود کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ راعٍ گڈریے کو کہتے ہیں، جس طرح ایک گڈریا اپنی تمام بھیڑوں پر نظر رکھتا ہے اسی طرح ہر والد راعٍ ہے، ہر ماں راعٍ ہے۔ اسے علم ہونا چاہئے کہ اس وقت میرے بچے کہاں ہیں وہ کہاں وقت گزار رہے ہیں۔ جب آپ کے بچوں کو احساس ہوگا کہ ہمیں کسی وقت چیک بھی کیا جا سکتا ہے۔ تو وہ اپنے رویہ میں محتاط ہو جائیں گے۔

تربیت کے لئے ضروری ہے کہ آپ بچوں کو یہ احساس دلائیں اور چھوٹے چھوٹے واقعات سنا کر انہیں یہ بتائیں کہ اس کائنات کا ایک زندہ خدا ہے جو بہت معاف کرنے والا اور بہت پیار کرنے والا ہے۔ انسان بچہ ہو یا بوڑھا ہر وقت اس سے تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ اور دعا خدا اور بندے کے درمیان بہترین واسطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اس کے رحم کے واقعات سنا کر بچوں کے دلوں میں ایک ان دیکھی ہستی کے بارہ میں محبت اور پیار کے جذبات پیدا کریں۔

گھر میں نماز باجماعت کا اہتمام کرنا سارے اہل خانہ کی بہترین تربیت اور برکات کا باعث ہے۔ اگر گھر کے آس پاس کوئی نماز سنٹر اور مسجد نہیں ہے تو دن میں ایک نماز کا اہتمام گھر میں کرنا والد کی ذمہ داری ہے۔ اگر والدین اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی شروع کر دیں تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ﴾ (عنکبوت: ۴۶) کہ نماز بے حیائی کے کاموں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نماز کی برکت سے بچوں کو شیطانی حرکات اور وساوس سے محفوظ رکھتا ہے۔ نماز تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ نماز ہے تو سب کچھ ہے ورنہ ساری ترکیبیں اور کوششیں بے کار ہیں۔

بچوں کی تربیت کی نگرانی کے لئے ضروری ہے کہ والدین بچوں کے سکول کے ماحول کی بھی خبر رکھیں۔ بچے دن کا زیادہ حصہ سکول میں گزارتے ہیں اور والدین کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ وہ کس قسم کے بچوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ سکول میں بچے بہت چھوٹی عمر میں سگرٹ نوشی اور ڈرگز وغیرہ لینا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح چوری کرنا، جھوٹ بولنا، گندی گالیاں دینا وغیرہ بھی سیکھ جاتے ہیں۔ سکول میں جہاں ہمارے احمدی بچے دنیاوی علم حاصل کر رہے ہوتے ہیں وہیں ساتھ ساتھ یہ باتیں بھی سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے والدین کے لئے ازحد ضروری ہے کہ وہ کبھی کبھار بچوں کے سکول جا کر پتہ کریں کہ ہمارا بچہ کس طرح کے بچوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ اسی طرح اساتذہ سے مل کر بچوں کے رویہ اور اس کی تعلیمی پروگرس کے بارہ میں پتہ کرنا بچے کی تربیت کے لئے بہت ضروری ہے۔ بچے کو ہر وقت یہ سمجھاتے رہنا چاہئے کہ اساتذہ کی عزت کرنی ہے۔ سکول میں احمدی بچوں کے رویہ میں دوسرے بچوں کی نسبت ایک نمایاں فرق محسوس ہونا چاہئے۔ بچوں کو بار بار یہ یاددہانی کرانی ضروری ہے کہ وہ اپنے کلاس فیلوز طلبا کو اساتذہ کو، جماعت کی تبلیغی میٹنگز میں لانے کی کوشش کریں اور انہیں لٹریچر کا تحفہ دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بچہ سکول میں کئی گھنٹے گزارتا ہے اور والدین کے بس کی بات نہیں کہ وہ مکمل نگرانی کر سکیں۔ چنانچہ اس کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ مدد طلب کرنی چاہئے کہ وہ ہمارے احمدی بچوں کو شیطانی حرکات اور وساوس سے محفوظ رکھے۔

تربیت اولاد کا ایک بہترین ذریعہ یہ ہے کہ انہیں جماعتی کاموں کی ذمہ داریاں سونپنی چاہئیں۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ مستقبل میں جماعت کو تیار شدہ تجربہ کار افراد مل جائیں گے بلکہ جماعتی کاموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ بچوں کو شیطانی وساوس سے بھی محفوظ رکھے گا اور وہ ماحول کے بداثرات سے محفوظ رہیں گے۔

اسی طرح جماعتی اجلاسات میں بچوں کا حصہ ہونا چاہئے۔ بچوں کو تقریر کرنے کا موقعہ دیں۔ نیز جماعتی اجلاسات میں روایتی تلاوت، نظم اور تقریر کے بعد گھروں کو جانے کی عادت ختم کریں کیونکہ ہمارے نوجوان جو اردو زبان نہیں سمجھتے ان کو کچھ پتہ نہیں لگتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اجلاسوں میں باہمی تبادلۂ خیالات اور ڈسکشن ہونی چاہئے جو اردو اور جرمن دونوں زبانوں میں ہو اور بچوں کو اس میں شامل کیا جائے۔ نیز تلاوت و نظم اور تقریر وغیرہ کا خلاصہ کچھ تشریح کے ساتھ ان کو بتانا چاہئے۔ والدین جماعتی اجلاسوں میں اپنے بچوں کی شرکت لازمی بنائیں اور اجلاس کا پروگرام نوجوان بچے اور بچیوں کے لئے بہت دلچسپ ہونا چاہئے۔

جماعت کے ایک تجربہ کار عہدیدار نے خاکسار کو تربیت اولاد کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ہینڈی یا موبائل فون جہاں مفید ہیں وہاں بچوں کی تربیت کو بیحد نقصان بھی پہنچا رہے ہیں۔ اس سسٹم کے ذریعہ رابطہ آسان ہو گیا ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں آپس میں موبائل فون کے ذریعہ پیغام دے کر تعلقات اور رابطے استوار کرتے ہیں اور والدین کو اس کا علم نہیں ہوتا۔

اسی طرح انٹرنیٹ اور ای میل بھی مفید ایجاد ہے لیکن موجودہ زمانہ میں جہاں اخلاقی قدریں دم توڑ رہی ہیں انٹرنیٹ میں خاصا گند آ چکا ہے۔ بچے اور بچیاں گھنٹوں اپنے کمرے میں بند ہو کر انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں اور والدین کو اس کا علم نہیں ہوتا کہ کمپیوٹر کی سکرین پر کس قسم کا زہر منعکس ہو کر ان کی روحوں کو متأثر کر رہا ہے۔ بہکانے والی تصویریں اور تحریریں نوجوانوں کے ذہنوں میں گند بھر رہی ہیں۔ یہ دونوں ایجادیں مفید ہونے کے ساتھ ساتھ روحانیت کا دیوالیہ نکال رہی ہیں۔

یہ زمانہ سائنسی ترقی اور ایجادات کا زمانہ ہے، ہمارا ایمان ہے کہ یہ ساری ایجادات اسلام کی اشاعت و ترقی کے لئے استعمال ہوں گی۔ ہر ایجاد مفید ہے بشرطیکہ نیک اور خدا ترس لوگوں کے کنٹرول میں ہو۔ ورنہ بے حد خطرناک ہیں۔ اگر ہمارے احمدی بچوں کی دینی اور اخلاقی تربیت کا معیار بلند ہو تو یہ موبائل فون اور انٹرنیٹ جماعتی خدمات میں استعمال ہوں گے اور اگر معیار وہ نہیں جو ہونا چاہئے تو پھر خاصا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

ہمارے نوجوان بچوں اور بچیوں کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ ان کے ذہنوں میں بے شمار قسم کے سوالات کلبلا رہے ہیں۔ اسلام کی تعلیم نظام جماعت اور اس کے قوانین اور مذہب کی کیا ضرورت ہے؟ نظام جماعت ہم سے اطاعت کا مطالبہ کیوں کرتا ہے۔ گناہ کیا ہے؟ نیکی کی تعریف کیا ہے؟ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اس کے علاوہ مرد عورت کے تعلقات کے ضمن میں بہت سے سوالات ان کے ذہنوں کو بے چین رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سکول میں یا ملازمت کی جگہ پر زندگی کی ایک ایسی شکل دیکھتے ہیں جو گھر میں والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ گزارنے والی زندگی سے بہت مختلف ہوتی ہے۔ باہر آزادی، بے راہ روی، مذہب کا انکار اور اخلاقی قدروں کا فقدان نظر آتا ہے۔ جبکہ گھروں میں اخلاق اور مذہب کی گرفت بہت سخت ہے اس لئے نوجوان احمدی لڑکے اور خاص طور پر لڑکیاں تو گھر میں والدین یا خاندان کے کسی بزرگ سے سوال کرتی ہوئی سخت خوفزدہ ہوتی ہیں کیونکہ تسلی بخش جواب کی بجائے اس بات کا امکان ہے کہ سخت ڈانٹ پڑے گی۔ نیز والدین چونکہ پاکستان کے پسماندہ دیہاتوں سے آئے ہیں اور والدین کی اکثریت کا علمی اور خواندگی معیار بہت کم ہے

نیز جرمن زبان نہ جاننے کی وجہ سے وہ جرمن سوسائٹی سے کٹے ہوئے ہیں۔ جرمن معاشرہ کے رجحانات اخبارات ورسائل کی خبریں اور یورپین میڈیا کون سے افکار پھیلا رہا ہے، ان سے وہ اکثر نابلد ہوتے ہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اکثر والدین اپنے بچوں کے سوالات کے تسلی بخش جوابات نہیں دے سکتے اس لئے کہ استفسارات اور سوالات کا بڑا حصہ ایسا ہے جسے نوجوان بچے اور بچیاں ظاہر ہی نہیں کرتے۔ اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ان کے بارہ میں اس عاجز کا ذاتی تجربہ بھی ہے کہ بعض جوابات سے ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ چنانچہ یہ ذمہ داری اب جماعت پر آپڑی ہے۔ الحمدللہ کہ خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ سارا سال مختلف کلاسز سیمینار اور علمی ریلی اور اجلاسات میں صاحب علم لوگوں سے مضامین لکھوا کر اور جرمن زبان میں ترجمہ کروا کر نوجوان بچوں اور بچیوں کو دئے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود چند گھنٹوں کی یہ مجالس اس قدر فائدہ مند نہیں ہوسکتیں جس قدر کہ ضرورت ہے۔ نیز حاضری کا معیار بھی کم ہوتا ہے۔ ان نوجوان بچوں اور بچیوں کی تربیت کے لئے یہ ازحد ضروری ہے کہ ان کی ملاقات ایسے افراد سے کروائی جائے جن پر وہ پورا اعتماد کریں، جو ان کے مسائل سوالات اور مشکلات کو صبر وتحمل اور ٹھنڈے دل سے سنیں، ان کی پرائیویٹ زندگی کے مسائل راز میں رکھیں اور سچی ہمدردی سے ان کو سلجھائیں اور انہیں بتائیں کہ اسلام کی کامل تعلیم پر عمل کر کے ہم کس طرح یورپ میں ترقی کر سکتے ہیں۔ اسلام ترقی یافتہ مذہب ہے اور اس کی تعلیم پر عمل کر کے ہی ہم معاشرتی امن قائم کر سکتے ہیں اور بہت سے مسائل حل کر سکتے ہیں۔

چند سال قبل جماعتی سطح پر ایسا انتظام ہوا تھا کہ ایک ٹیلی فون نمبر مقرر کیا گیا تھا جس پر کوئی بھی نوجوان بچی اور نوجوان لڑکا اپنے مسائل کو بیان کر سکتا تھا لیکن یہ تجربہ کامیاب نہیں ہوا۔ شاید اس طریقِ کار پر اعتماد نہیں کیا گیا۔ اگر ہم گھروں میں اور باہر جماعتی سطح پر اس مسئلہ کو حل کریں تو بیشمار بچے اور بچیاں جو دین سے دور جارہی ہیں انہیں بچایا جاسکتا ہے۔

احمدی خاندان جو پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی آئے ہیں وہ اپنے ساتھ بہت سی اچھی روایات اور بہت سی غیر اسلامی روایات بھی ساتھ لے کر آئے ہیں جو ہمارے ایشیائی کلچر کا حصہ ہیں۔ ہمارے بچے جو جرمنی کے معاشرہ میں جوان ہوئے ہیں ان کی اکثریت ان روایات کو بالکل نہیں سمجھتی۔ آنحضرت ﷺ کے ارشاد مبارک ''اَلْحِکْمَۃُ ضَآلَّۃُ الْمُؤْمِنِ'' کہ حکمت اور بھلائی کی باتیں مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہیں، ان کو حاصل کرنا چاہئے جہاں بھی وہ ہمیں میسر آئیں۔ یورپ کی اچھی باتیں اور ایشیا کی اچھی باتیں ان دونوں کو ہم نے اکٹھا کر کے اپنی اولادوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ ہم نے یورپ کی صفائی، پابندیٔ وقت، علمی ترقی، آزادیٔ ضمیر، آزادیٔ خیالات اور اس کی جدید ٹیکنالوجی سے بھی فائدہ اٹھانا ہے۔ ایشیائی روایات جیسے بزرگوں کا، والدین کا اور راساتذہ کا ادب کرنا، حیا اور پاکدامنی، ایثار وقربانی، صحتمند فیملی لائف کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دینا۔

جب ایک احمدی بچہ یا بچی بالغ ہوتی ہے تو دراصل یہ وقت ہوتا ہے جب والدین کی محنت پھل لاتی ہے۔ نابالغ اور چھوٹے بچوں کو تو انسان ڈانٹ ڈپٹ کر اور سختی سے نماز پڑھواتا ہے، جماعتی پروگراموں میں شرکت کرواتا ہے لیکن جوان اور بالغ اولاد پر بعض دفعہ زور نہیں چلتا۔ اگر والدین نے بچپن سے ان کی صحیح لائنوں پر تربیت کی ہے تو ایسے بچے بالغ ہونے کے بعد نمازی، تقویٰ شعار اور جماعت سے وابستہ ہوتے ہیں ورنہ ان کا رخ کسی اور طرف ہوتا۔ بلوغت کی عمر بے حد اہم ہے اور خطرات سے گھری ہوئی ہے۔ اس آزاد معاشرہ میں جہاں برائی ہر کونے سے دعوت دے رہی ہے قدم کسی وقت بھی بہک سکتے ہیں۔ رسائل، اخبارات اور میڈیا حیوانی جذبات کو مشتعل کرتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر جرمنی میں رہنے والے والدین کو اپنے بالغ بچوں کے مسائل اور مشکلات کو سمجھنا چاہئے۔ اگر بالغ بچوں پر ناواجب سختی کی گئی تو اس بات کا امکان ہے کہ وہ اپنے والدین سے علیحدہ ہو کر بالکل ضائع ہوجائیں۔ کیونکہ جرمنی کی حکومت بالغ افراد کو قانونی تحفظ دیتی ہے اور رہائش اور دوسری سہولتیں مہیا کرتی ہے۔ بلوغت کے بعض مسائل ایسے ہیں کہ بچوں کے لئے اپنے والدین سے بات کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے ایسے بچوں کے لئے جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے ایک قابلِ اعتماد ادارہ کی جرمن جماعت میں بنیاد رکھنی ضروری ہے۔ والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے جب جیون ساتھی تلاش کریں تو سب سے زیادہ اہمیت دینداری کو دیں۔ جرمنی میں پل کر جوان ہونے والے بچوں کے رشتے جب پاکستان میں اس لئے تلاش کئے جائیں کہ عزیز واقرباء کے بچے یورپ آکر سیٹ ہوجائیں تو بعض دفعہ ایسی شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں کیونکہ کلچر اور طرز فکر کا بہت فرق ہوتا ہے۔ بعض وقت یہاں جرمنی میں موزوں رشتے ذات پات کی وجہ سے روک دئے جاتے ہیں اور محض ذات کا خیال رکھتے ہوئے بے جوڑ شادیاں کردی جاتی ہیں۔ ہماری جماعت جس نے صحت مند گھرانوں اور صحتمند معاشرہ کو قائم کر کے ساری دنیا کے لئے نمونہ بننا ہے اس میں بھی طلاق کی شرح اب بہت بڑھ گئی ہے۔ جب کوئی احمدی گھرانہ ٹوٹتا ہے تو اس کے بداثرات آئندہ آنے والی نسل پر بہت بُرے پڑتے ہیں اور ان کی دینی تربیت مشکل ہوجاتی ہے۔ اس لئے والدین کا اوّلین فرض ہے کہ وہ رشتے طے کرتے وقت اسلام کی تعلیم یعنی دینداری اور ہم کفو ہونے کو ہمیشہ ترجیح دیں۔

مذہب اسلام کی خوبی یہ ہے کہ تربیت اولاد کا آغاز اسلامی تعلیم کے مطابق اس وقت ہونا چاہئے جبکہ ابھی اولاد وجود میں بھی نہیں آئی ہوتی، گویا پیدائش سے پہلے ایسی تیاریاں کی جاتی ہیں جس سے نیک اولاد دنیا میں آئے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے رشتہ کی تلاش کرتے وقت نیکی اور دینداری کو ترجیح دی جائے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جب میاں بیوی نیک ہوں گے تو وہ نیک اولاد کی بھی خواہش کریں گے۔ خدا کے فضل سے جرمنی میں احمدیت کی دوسری نسل جوان ہوچکی ہے۔ اور اب ان کی شادیاں ہورہی ہیں اور خداتعالیٰ کے فضل سے نوجوان جوڑے نئے احمدی خاندانوں کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ ان نوجوان احمدی جوڑوں کو یہ تلقین کی جائے کہ جب میاں بیوی اکٹھے ہوں تو وہ آنحضرت ﷺ کی یہ دعا پڑھیں ''اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا'' یعنی اے خدا اس ملاپ کے نتیجہ میں کوئی وجود دنیا میں آنے والا ہے تو تُو ہمیں اور اس وجود کو شیطان سے محفوظ رکھیو۔ اس دعا کے ساتھ گویا بچے کی تربیت اس کی پیدائش سے بھی قبل شروع ہوچکی ہے۔

جدید تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حمل ٹھہرنے کے وقت میاں بیوی کی جسمانی اور ذہنی حالت اُن کے ہونے والے بچے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر سب احمدی نوجوان جوڑے اس دعا کو اس خاص وقت میں پڑھیں تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ جرمنی میں احمدیت کی تیسری نسل بے حد نیک اور صالح پیدا ہوگی۔ حاملہ احمدی مائیں اگر زیادہ وقت تلاوت کریں، زیادہ وقت دعاؤں اور دینی کتابوں کے مطالعہ میں گزاریں تو اس کا نمایاں اثر ہونے والے بچے پر ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ سنایا کرتے تھے کہ مجھے پوری سورۃ یاسین یاد ہے حالانکہ مَیں نے کبھی یہ حفظ نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میری والدہ حمل سے تھیں تو کثرت سے یہ سورۃ تلاوت کیا کرتی تھیں۔ پیدائش کے فوراً بعد بچہ بیرونی ماحول سے اثرات لینا شروع کردیتا ہے اس لئے اسلام نے پیدائش کے فوراً بعد کانوں میں اذان اور تکبیر کہنے کی تعلیم دی ہے۔ شیرخوارگی کی عمر میں بچہ ماحول سے بے حد متاثر ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب منہاج الطالبین میں بچہ کی پرورش کے لئے ۲۵ طریق لکھے ہیں۔ جیسے کہ بچہ کو عین وقت پر خوراک دینی، اس کی جسمانی صفائی کا خیال رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ سات سال کی عمر تک بچہ اپنی ماں کی صحبت میں وقت گزارتا ہے اور والدہ کی محبت اور اس کی صحبت میں بہت کچھ سیکھتا ہے۔ اس عمر میں بچہ بولنا اور چلنا سیکھتا بھی ہے، سات سال کی عمر میں آنحضرت ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ بچے کو نماز سکھائی جائے اور ۱۰ سال تک اگر وہ نماز ادا کرنے کا عادی نہ ہو تو اس پر سختی کرنی چاہئے۔ یہ وہ حد درجہ قیمتی ہدایت ہے جسے اکثر والدین نظر انداز کردیتے ہیں۔ وہ بچے کو بچہ سمجھ کر بالکل آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور جب بڑا ہوتا ہے اور نماز وغیرہ ادا نہیں کرتا تو شکوہ کرنے لگتے ہیں۔ سات سال سے دس سال کی عمر بے حد اہم ہوتی ہے۔ اس عمر میں بچے کا حافظہ اور حصول علم کی صلاحیت بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس عمر میں بچے کو قرآن کریم مکمل یا چند سورتیں ضرور یاد کروائیں۔ قصیدہ ''یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ......'' رقم فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یاد کروائیں۔ بعض والدین ڈرتے ہیں کہ بچہ سکول جاتا ہے اس پر پہلے ہی بہت کتابوں کا بوجھ ہے اس لئے دینی تعلیم رہنے دو۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ بچہ اپنی دماغی انرجی کا بہت کم استعمال کرتا ہے۔ سات سال کی عمر میں بچہ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کا ممبر بن جاتا ہے۔ اسے اطفال کے پروگراموں میں شامل کرنا، اس سے اطفال الاحمدیہ کا چندہ دلوانا یہ سب والدین کا فرض ہے۔ ایم ٹی اے کے سے بچوں کو مانوس کریں تاکہ دوسری فضول فلموں کی طرف دھیان نہ جائے۔ غرضیکہ سات سال سے دس سال کی عمر بے حد اہم ہے اور بچے کی آئندہ زندگی میں فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔

اس عمر میں والدین کوشش کریں کہ بچہ نماز سادہ سیکھ چکا ہو اور نماز کا عادی ہو۔ اسی طرح قرآن کریم ناظرہ ختم کرچکا ہو، کچھ سورتیں زبانی یاد ہوں۔ قصیدہ کے کچھ اشعار زبانی یاد ہوں اور وہ اطفال الاحمدیہ کے پروگراموں میں شوق سے شرکت کرنے والا ہو۔ اگر بارہ سال کی عمر تک یہ سب باتیں بچے میں پائی جاتی ہیں تو اس بچہ کے والدین مبارکباد کے مستحق ہیں کیونکہ انہوں نے بچے کی بنیادی صحیح لائنوں پر استوار کردی ہیں۔ ایسا بچہ لازماً آئندہ زندگی میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا سپاہی بننے کا مستحق ہے۔ اس وقت نوجوان احمدی جوڑے اگر آنحضرت ﷺ کی ان تمام قیمتی نصائح پر عمل کریں جو خاکسار نے قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ کے سامنے بیان کی ہیں تو ہم ایک خادم دین نسل تیار کر رہے ہونگے۔ جس کی آئندہ زمانہ میں جب کہ اسلام کی روحانی فوجوں کی طاغوتی افواج سے فیصلہ کن جنگ ہوگی شدید ضرورت ہے۔ آخر میں خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تربیتِ اولاد کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''ہدایت اور تربیت حقیقی خداتعالیٰ کا فضل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے۔ ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کرواتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہوجائے گا......کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کرلیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے''۔ (ملفوظات جلد دوئم صفحہ ۵۔۴)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

خطبہ جمعہ

رحم کیا کرو۔ رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ بھی رحم کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح بے حد شفقت کرنے والے اور غریبوں سے رحم کا سلوک کرنے والے تھے۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت رءوف ورحیم کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت ورحمت کے متعدد پاکیزہ نمونوں اور تعلیمات کا روح پرور تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ ۲۴؍جنوری ۲۰۰۳ء مطابق ۲۴؍صلح ۱۳۸۲ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلک يوم الدين ۔ إياک نعبد و إياک نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ۔ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۔ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورة التوبه:۱۱۷)

یقیناً اللہ نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھکا جنہوں نے تنگی کے وقت اس کی پیروی کی تھی، بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک فریق کے دل ٹیڑھے ہو جاتے پھر بھی اس نے ان کی توبہ قبول کی۔ یقیناً وہ ان کے لئے بہت ہی مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مضمون ہے رأفت کا رحمانیت کا یہ کچھ عرصے سے جاری ہے اور آئندہ بھی اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب تک جاری رہے گا۔

سَاعَةِ الْعُسْرَة کس کو کہتے ہیں:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ تبوک میں ہم پر سخت گرمی کی وجہ سے بہت سخت تنگی آئی ہے۔ اتنی پیاس لگی تھی کہ پانی میسر نہیں آرہا تھا یہانتک کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے دعا نہیں کرائیں گے۔ حضرت ابوبکر کو کہا کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے لئے دعا کروں۔ اس پر حضرت ابوبکر نے عرض کی جی ہاں! چنانچہ آنحضور ﷺ نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھائے پھر تب تک نہ رکھے جب تک کہ بادل سایہ فگن نہ ہو گئے اور برسنے لگے۔ صحابہ نے اپنے پاس موجود برتن اور مشکیں بھر لیں۔ پھر ہم بادلوں کو ڈھونڈتے تھے اور نہ پاتے تھے، اتنی دور چلے گئے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، لوگوں کو سخت بھوک لگی تھی یہانتک کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ اجازت چاہی کہ کیا ہم اپنے اونٹ ذبح کر لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ اونٹوں پر سواری کرنی ہے، اونٹ تھوڑے ہیں ان کو ذبح کرنا مناسب نہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ کی یہ بات آپؐ نے مان لی اور فرمایا کہ اونٹ ذبح نہ کئے جائیں۔ لیکن یہ فرمایا کہ جس کے پاس بچا ہوا بقیہ زادراہ ہے وہ میرے سامنے حاضر کر دے۔ چنانچہ کسی نے کچھ کھجوریں پیش کر دیں، کسی نے کچھ جو کی روٹیاں پیش کر دیں وغیرہ وغیرہ۔ جس کے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا وہ پیش کر دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک برتن کو اناج سے بھر لیا اور جو کچھ تھا اس میں ڈال دیا۔ اس کے بعد آپ نے دعا کی تو ساری قوم نے خوب سیر ہو کر اپنے اپنے برتن بھر لئے اور اس کے باوجود کھانا باقی بچ گیا۔ (تفسير الجامع لاحكام القرآن لعلامه ابو عبد الله القرطبی) یہ آنحضور ﷺ کا اقتداری معجزہ تھا اس میں بظاہر کوئی چیز Involve نہیں ہے تب بھی یہ ٹھیک ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت ابوہریرہؓ کا دودھ کا واقعہ ہے تو اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو اعجازی معجزات عطا فرمایا کرتا تھا۔

پھر قرآن کریم میں آتا ہے ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ یعنی تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو۔ اور وہ تم پر بھلائی چاہتے ہوئے حریص رہتا ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رحم کیا کرو۔ رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ بھی رحم فرماتا ہے۔ (ابوداؤد۔ كتاب الادب. باب فی الرّحمة)

ابن شہاب سے مروی ہے کہ سالم نے انہیں بتایا کہ ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت روائی کرتا ہے۔ (مسلم۔ كتاب البرّ والصّلة والآداب)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور کرب کو دُور کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو اس سے دُور کر دے گا۔

(مسلم۔كتاب الذكر۔ باب فضل الاجتماع على تلاوةالقرآن و على الذكر)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں اللہ اُس پر اپنا دامنِ (رحمت) پھیلا دے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اوّل کمزوروں پر رحم کرنا، دوسرے والدین سے محبت و شفقت کرنا، تیسرے خادموں اور نوکروں سے احسان کا سلوک کرنا۔ (ترمذی۔ صفة القيامة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: مومن دوسرے مومن کے لئے آئینہ ہے۔ اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے۔ اپنے بھائی کا مال و متاع ضائع کرنے سے بچو اور اس کی غیر حاضری میں اس کے مال کی دیکھ بھال کرو۔

(ابوداؤد۔ كتاب الادب باب فی النصيحة)

جو آئینہ والی حدیث ہے یہ بڑی ذومعانی ہے۔ جب اچھا آئینہ ہو تو وہ سارے عیب بتا دیتا ہے لیکن صرف اُس کو دکھاتا ہے جس نے آئینہ دیکھا ہو۔ اس آئینہ میں پھر کوئی ایسا عکس باقی نہیں رہتا کہ جب دوسرے اس آئینہ کو دیکھیں تو انہیں اس بھائی کی برائیاں پتہ لگ جائیں جس نے آئینہ دیکھا تھا۔ پس مومن کا بھی کام یہی ہے کہ بڑے پیار کے ساتھ علیحدگی میں اپنے مومن بھائی کے نقائص اس سے بیان کرے مگر اس طرح بیان کرے کہ اس کو غصّہ نہ آئے کیونکہ آئینہ کو غصّے سے توڑ تو نہیں دیا جاتا۔ جتنا اچھا آئینہ ہو اتنا ہی انسان سنبھال کے رکھتا ہے۔ تو مومن کا بھی یہی حال آنحضرتؐ نے بیان فرمایا کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا آئینہ ہوتا ہے اس کو احتیاط سے اس رنگ میں بات بتاؤ کہ اس کے نقائص تو سارے اس کو پتہ چل جائیں مگر غصہ نہ آئے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کا علم نہ ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے فرمایا: اے وہ لوگو جو زبان سے تو مسلمان ہو گئے ہو لیکن ایمان ابھی جن کے دلوں تک نہیں پہنچا، مسلمانوں کو تکلیف نہ دیا کرو، اُن پر عیب چینی نہ کرو اور نہ اُن کی کمزوریاں تلاش کرتے رہو کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی کمزوریاں تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی کمزوریاں تلاش کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی کی کمزوریاں ظاہر کرے تو خواہ وہ کسی طرح بھی ان کو چھپانے کی کوشش وہ ظاہر کی ہی جاتی ہیں۔ (ترمذی، كتاب البرّ والصلة)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے کام لو۔

(مسلم، كتاب الادب، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء)

آنحضرت ﷺ اپنے خادموں اور نوکروں کے لئے بھی بے حد رءوف اور رحیم تھے، آپ فرماتے ہیں کہ: تین باتیں جس میں ہوں اللہ تعالیٰ اُسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا اور اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ پہلی یہ کہ وہ کمزوروں پر رحم کرے، دوسری یہ کہ وہ ماں باپ سے محبت کرے۔ تیسری یہ کہ خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔

(ترمذی۔ صفة القیامة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا خادم اُس کے پاس کھانا لے کر آئے تو اگر وہ اُسے اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو کم از کم ایک دو لقمے تو اُسے کھانے کے دے دیا کرے کہ اس نے آپ کے لئے محنت کی ہے ۔

(بخاری، کتاب العتق)

زید کے والد اور چچا حارثہ اور کعب کو جب پتہ چلا کہ زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں ہے تو وہ آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم بہت دور سے سفر کر کے آئے ہیں، آپ بہت نیک انسان ہیں، غریبوں اور بیکسوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور ہر قسم کی ہمدردی کرتے ہیں تو ہمارا بیٹا ہمیں واپس کر دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا بڑے شوق سے آپ اس کو لے جائیں مگر زید سے تو پوچھ لیں۔ جب زید سے پوچھا گیا تو زید نے یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں چاہوں تو آپ کے ساتھ چلا جاؤں۔ مگر میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ کسی کو ہمدرد اور پیار کرنے والا نہیں پایا اس لئے اے چچا اور اے ابا! آپ لوگ واپس چلے جائیں میں تو اسی رسول کا غلام بن کر رہوں گا۔

اس کے چچا اور ابا کہنے لگے زید تیرا برا ہو تو آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتا ہے۔ حضرت زیدؓ نے کہا کہ جس شخص کی غلامی پر میں ترجیح دیتا ہوں اس کی نسبت ہزار آزادی قربان ہو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو جائے وہ سب سے بڑا آزاد ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے زید کے متعلق اعلان کیا کہ آج سے یہ میرا بیٹا ہے اور زید بن محمد کہلایا جانے لگا۔ یہانتک کہ بالآخر سورۃ احزاب کی وہ آیت نازل ہوئی جس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ پس آنحضور ﷺ نے اس کے بعد اس کو بیٹا کہنا بند کر دیا۔

(الطبقات الکبری الجزء الثالث صفحہ ۴۲ دار الفکر بیروت)

ایک خادم ربیعہ اسلمی کی خدمتوں سے خوش ہو کر نبی کریمؐ نے کچھ انعام اس کی مرضی کے مطابق دینا چاہا۔ فرمایا: مانگ لو جو مانگنا ہے۔ اس خوش نصیب نے بھی یہی کہا کہ یا رسول اللہ! جنت میں آپ کی رفاقت چاہئے۔ فرمایا کچھ اور مانگ لو۔ اس نے کہا بس میں یہی خواہش کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جس سے تم محبت کرتے ہو جنت میں اس کے ساتھ ہی ہو گے۔ اور سجدوں کے ذریعے اور نماز کے ذریعے میری مدد کرو کہ تمہاری یہ خواہش پوری ہو جائے۔

(مسلم کتاب الصلوة باب فضل السجود)

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے نواسے امام حسین اور غلام زادے اسامہ کو گود میں لے کر دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

(بخاری کتاب المناقب ذکر اسامہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ زاہر نامی ایک بدوی شخص نبی کریم ﷺ کو صحرائی علاقے کے تحفے پیش کیا کرتا تھا۔ وہ بہت بدصورت تھا اور دیکھنے میں بیچارہ کریہہ المنظر معلوم ہوتا تھا۔ رسول کریم ﷺ اس کے تحفے قبول کر کے اس کو بھی تحفے دیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہ میرا بدوی بھائی ہے۔ ایک دفعہ جب وہ کہیں کھڑا تھا آنحضور ﷺ پیچھے سے گئے اور اپنے ہاتھوں سے اس کی آنکھیں موند لیں اب وہ پہچان تو گیا کہ ضرور رسول اللہ ﷺ ہوں گے۔ کہنے لگا کون ہے جو مجھ سے اس قدر پیار کا سلوک کر سکتا ہے مگر پھر بھی اس نے جان

For any Business/Commercial Requirments
Complete Financial Packages Can Be Arranged
Contact:
Iqbal Ahmad BA AIB MIAP
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
Tel. & Fax: 020 8874 2233 + Mobile: 07957-260666
www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

کے اجنبی بن کے اپنے جسم کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ رگڑا اور آپ کی پیٹھ پہ بھی ہاتھ پھیرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ میرا ایک غلام ہے میں بیچتا ہوں۔ کون ہے جو خریدے گا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کون خرید سکتا ہے میں تو بہت سستا غلام ہوں۔ آنحضورؐ نے فرمایا دیکھو خدا تعالیٰ کی نظر میں تم بہت قیمتی ہو۔ اس لئے بہر حال جو بھی اب تمہیں خریدنا چاہے وہ یہ جان لے کہ تو اللہ کو بہت پیارا ہے۔

(مسند احمد بن حنبلؒ۔ باقی مسند المکثرین من الصحابہ)

ایک عورت آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں ایک بُنی ہوئی چادر لے کے آئی اور اس نے کہا کہ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے آپ کی محبت میں آپ کے لئے بنائی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وہ چادر زیب تن کر لی۔ مگر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ چادر مجھے عنایت فرمائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر گئے اور کپڑے بدل کر چادر واپس آ کر اس کے سپرد کر دی۔ صحابہ ناراض ہوئے کہ یہ تم نے کیا حرکت کی ہے۔ وہ مانگی جو بڑے شوق سے اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بنائی تھی اور بڑی خوبصورت لگتی تھی۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے صرف اس لئے مانگی ہے کہ اس چادر میں دفن ہوں۔ تو وہ کفن کے لئے لی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع)

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت، اپنے چچا یزید بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک روز آنحضرت ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ حضورؐ نے ایک تازہ بنی ہوئی قبر دیکھی۔ آپؐ نے پوچھا: یہ کس کی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ فلاں عورت کی قبر ہے جو فُلاں کی خادمہ تھی۔ حضورؐ پہچان گئے کہ کون تھی۔ تو آپ نے فرمایا مجھے کیوں خبر نہیں دی تھی۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپؐ قیلولہ کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ چاہے میں قیلولہ کر رہا ہوں اس غریب عورت کی اطلاع مجھے دینی چاہئے تھی۔ چنانچہ آپؐ پھر اس کی قبر پر گئے اور اس کے لئے دعا کی۔

(سنن نسائی۔ کتاب الجنائز)

آپ اپنے غلاموں کے لئے بھی رأفت تھے۔ بہت ہی پیار اور محبت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ ایک شخص کے متعلق آتا ہے کہ اس نے جلد بازی میں اپنے خادم کو تھپڑ رسید کیا۔ اس پر سُوَیْد بن مُقَرّنْ نے اُس سے کہا کہ ایک بار ہم بنی مُقَرّن کے سات آدمی تھے اور ہمارے پاس صرف ایک خادمہ تھی۔ ہم میں سے سب سے چھوٹے شخص نے اُسے تھپڑ مار دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اُسے آزاد کر دیں۔ (مسلم۔ کتاب الایمان)

حضرت ابومسعودؓ، جو جنگ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں کوڑے کے ساتھ اپنے غلام کو مار رہا تھا۔ تو اچانک مَیں نے پیچھے سے آواز سنی کہ اے ابومسعود! یاد رکھ، اے ابومسعود! یاد رکھ۔ کہتے ہیں مجھے اس وقت پتہ نہ لگا کہ کون بلا رہا ہے۔ اس کے بعد میں نے جب مڑ کے دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرما رہے تھے اے ابومسعود!۔ کہتے ہیں اس پر میرے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوا اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آج کے بعد اس غلام کو نہیں ماروں گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے اور جو زیادہ معتبر ہے کہ ابومسعودؓ نے عرض کیا تھا میں خدا کی خاطر اس کو آزاد کرتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا اگر تو آزاد نہ کرتا تو آگ تجھے جھلس دیتی۔

(مسلم۔ کتاب الایمان)

حضرت معرور بن سویدؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابوذرؓ کو ایک خوبصورت کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ ان کے غلام نے بھی ایسا ہی کپڑا پہن رکھا تھا۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ ویسا ہی کپڑا اپنے غلام کو بھی پہنایا ہوا ہے تو انہوں نے فرمایا: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کچھ خود پہنو ویسا ہی اپنے غلاموں کو بھی پہناؤ اور جو خود کھاؤ ویسا ہی غلاموں کو بھی کھلاؤ۔ چنانچہ اس کے بعد سے میں اپنے غلام کو وہی کپڑے دیتا ہوں جو میں نے پہنے ہوں اور کھلاتا بھی وہی ہوں جو میں نے کھایا ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ غلاموں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو اگر تم کوئی مشکل کام ان کے سپرد کرو تو اس کام میں خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان)

حضرت ھشام رضی اللہ تعالیٰ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت ھشام بن حکیم بن حزام کا کچھ عجمی کسانوں کے پاس سے گزر ہوا جن کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا (سزا کے طور پر)۔ ھشام نے پوچھا: ان کا کیا معاملہ ہے؟۔ لوگوں نے بتایا کہ انہیں جزیہ کے تعلق میں روک

رکھا گیا ہے۔اس پر ہشام نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیں گے۔

(مسلم۔ کتاب البرّ والصلۃ والآداب)

مزدوروں پر بھی آنحضور ﷺ بہت مہربان تھے، فرمایا مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔(ابن ماجہ۔ کتاب الرھون)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے قیامت کے روز میں سخت باز پُرس کروں گا۔ایک وہ جس نے میرے نام پر کسی کو پناہ دی ہو، پھر غدّاری کی ہو۔دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد کو پکڑ کر بیچ دیا ہو اور اس کی قیمت لے کر کھا گیا ہو۔تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا۔پھر اس سے کام تو پورا پورا لیا لیکن اس کی مزدوری پوری نہ دی۔(بخاری، کتاب البیوع)

اب میں چند واقعات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کے پیش کرتا ہوں۔سب سے پہلے تو اس آیت کی تفسیر میں حضور فرماتے ہیں کہ:

”عزیز اور حریص کے الفاظ میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ کے فضل عظیم سے اس کی صفت رحمٰن کے مظہر ہیں کیونکہ آپ کا وجود مبارک سب جہانوں کے لئے رحمت ہے۔بنی نوع انسان، حیوانات، کافروں، مومنوں سبھی کے لئے۔پھر فرمایا بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ“ (ترجمہ اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸) کہ جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے ان کے لئے تو آپ رءوف اور رحیم ہیں۔جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے استعمال ہوئی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی اپنے خدام سے بے حد شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔حضرت حافظ حامد علیؓ صاحب بیان کرتے ہیں:۔اکثر رات کو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پاؤں دباتے ہوئے چارپائی پر سو جایا کرتا آپ مجھے نہ جگاتے بلکہ تمام رات میں وہاں سویا رہتا اور معلوم نہیں حضرت خود کس حالت میں گزار دیتے تھے۔ میں آرام سے سوتا تھا۔تہجد کے وقت حضور ایسی آہستگی اور خاموشی سے اٹھتے کہ مجھے کبھی خبر بھی نہ ہوتی۔لیکن گاہے گاہے جبکہ آواز خشوع وخضوع کے سبب بے اختیار بلند ہوتی مجھے خبر ہو جاتی اور میں شرمندہ ہو کر اٹھتا۔لیکن بے خبری میں سویا رہتا تو حضور مجھے نماز فجر کے واسطے اٹھاتے اور مسجد میں لے جاتے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل خانہ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔میں حضور کو ملنے اندرون خانہ گیا۔کمرہ نیا نیا بنا تھا اور ٹھنڈا تھا میں ایک چارپائی پر لیٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی۔حضور اس وقت کچھ تصنیف فرماتے ہوئے ٹہل رہے تھے۔جب میں چونک کر جاگا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ میری چارپائی کے پاس نیچے فرش پر لیٹے ہوئے تھے۔میں گھبرا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی محبت سے پوچھا۔مولوی صاحبؓ آپ کیوں اٹھ بیٹھے؟ میں نے عرض کی کہ خادم تو چارپائی پر ہو اور میرا آقا زمین پر لیٹا ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مسکرا کر فرمایا آپ بے تکلّفی سے لیٹے رہیں میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔کیونکہ بچے شور مچاتے ہیں تو کہیں شور مچا کر آپ کی نیند میں خلل واقع نہ ہو جائے۔(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ ۷۰، ۷۱)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ گورداسپور سے خط لے کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔حضورؑ اس کو لیتے ہی شربت کا گلاس لے کے آئے اور مہمان نوازی فرمائی۔جب واپس تشریف لائے تو حضرت مفتی صاحبؓ گرمی اور تکان کے باعث اونگھ رہے تھے۔مفتی صاحب کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حضورؑ خود پنکھا جھل رہے ہیں۔آپؑ نے فرمایا ”تھکے ہوئے تھے، سو جاؤ اچھا ہے“۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص مرید حضرت حافظ نور احمد صاحب سوداگر کا کاروبار خسارہ کی وجہ سے بند ہو گیا تو انہوں نے حضور علیہ السلام سے کچھ روپیہ مانگا۔حضورؑ نے ایک صندوقچی ان کے سامنے رکھ دی اور فرمایا جتنا چاہیں لے لیں۔انہوں نے حسبِ ضرورت لے لیا گو حضورؑ یہی فرماتے رہے کہ سارا ہی لے لیں۔حافظ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اس میں سے کچھ تھوڑا سا لے لیا اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے سب کچھ دینے کے لئے تیار تھے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضور کی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ ۱۸۹۷ء میں ملتان جاتے ہوئے دو روز کے لئے لاہور قیام فرمایا۔ایک نہایت غریب اَن پڑھ احمدی حضرت صوفی احمد دین صاحبؓ ڈوری باف کی درخواست پر اُن کے ہاں کھانا تناول فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔

حضرت مہر حامد علی صاحبؓ کا مکان قادیان سے باہر وہاں تھا جہاں کوڑا کرکٹ جمع ہوتا ہے اور وہ زمیندار تھے اس لئے گھر میں بھی صفائی کا التزام نہ تھا۔مویشیوں کا گوبر اور اسی قسم کی دوسری چیزیں پڑی رہتی تھیں۔وہ بیمار ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ہمراہ جانے والے اصحابؓ قدرتی طور پر تعفن اور بدبو سے سخت تکلیف محسوس کرتے تھے لیکن حضور نے کبھی اشارتاً بھی اس کا اظہار نہ فرمایا اور اس تکلیف نے آپ کو اُن کی عیادت اور خبر گیری سے نہ روکا۔آپؑ جب جاتے تو اُن سے بہت محبت اور دلجوئی کی باتیں کرتے، مرض کے متعلق دیر تک دریافت فرماتے اور تسلی دیتے، ادویات بھی بتاتے اور توجہ الی اللہ کی بھی ہدایت فرماتے۔

اگرچہ وہ معمولی زمیندار ہونے کی وجہ سے حضور کی رعایا کا ایک فرد تھے لیکن دیکھنے والے صاف طور پر کہتے ہیں کہ کوئی عزیزوں کی خبر گیری بھی اس طرح نہیں کرتا۔

ایک موقع پر حضرت عرفانی صاحبؓ کو طاعون ہو گئی۔حضورؑ نے نہ صرف خاص طور پر دعا کی بلکہ دوا بھی اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے بھجواتے رہے اور دو تین وقت خبر منگواتے رہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفا ہو گئی۔حضور کی شفقت کے ذکر میں آپؓ بیان کرتے ہیں: ”مجھے یہ محبت و شفقت اپنے گھر میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی تھی، اس لئے میں تو گرویدہ حسن و احسان ہو گیا“۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا دستور تھا کہ کسی کی بیماری کی خبر ملتی تو اس کے پاس خود تشریف لے جاتے اور بعض وقت کئی کئی گھنٹے اس کے پاس کھڑے رہتے اور آپؑ کی پیشانی پر کبھی شکن نہ آتی۔

ایک بار حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے عرض کیا یہ تو بہت زحمت کا کام ہے اور اس پر بہت سا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے۔اس پر حضورؑ نے جواباً فرمایا: ”یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔یہ مسکین لوگ ہیں۔یہاں کوئی ہسپتال نہیں، میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں......مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے“۔

ایک اور روایت میں ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق غالباً حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی روایت تھی یا مجھے یاد نہ رہا ہو پوری طرح، یہ آتا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو دبا رہے تھے تو جیب میں روڑے نکلے، آپ حیران ہوئے، مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور جیب میں روڑے یہ کیسے؟ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھ کھلی تو میں نے پوچھا کہ یہ روڑے کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ میرا بچہ میرے پاس امانت رکھوا گیا ہے اور میں اس امانت میں خیانت نہیں کر سکتا۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بہت شفیق اور مہربان تھے۔بچوں سے کوئی مسودہ بعض دفعہ جل بھی گیا ہے تو آپ نے بالکل پرواہ نہیں کی اور یہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر لکھنے کی توفیق عطا فرما دے گا۔فقیر کی آواز پر آپ بے چین ہو جایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک فقیر نے آواز دی، آپ باہر نکلے تو وہ جا چکا تھا، حضور بڑے بے چین ہو کر ٹہلنے لگے یہاں تک کہ دوبارہ اس کی آواز آئی۔جب دوبارہ آواز آئی پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو کچھ اس نے مانگا تھا وہ عطا کر دیا۔عید کے موقع پر بھی ایک دفعہ ایک فقیر نے آپ سے کہا مجھے جو کچھ ہے وہ دے دیں، آپ کا مال اللہ کا مال ہی ہے تو آپ نے وہ روپے جتنے بھی تھے آپ کے پاس، اس سے اس کا کشکول بھر دیا۔پس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح بے حد شفقت کرنے والے اور غریبوں سے رحم کرنے والے اور رأفت کرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا اس دنیا اور اُس دنیا میں عطا فرمائے۔

M. S. DOUBLE GLAZING

Supplier & Installers

UPVC

Windows, Doors, Porches, Patio Doors

For Friendly Quote Please Contact Tel: 020 8664 8040

Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

گواٹے مالا میں تین ہزار کلو میٹر کا تبلیغی وتربیتی دورہ

ٹی وی اور ریڈیو کے لئے انٹرویوز۔لائبریریز اور ہوٹلز میں رکھنے کے لئے اسلامی اصول کی فلاسفی اور دیگر لٹریچر کا تحفہ

(محمد اکرم عمر۔مبلغ انچارج گوئٹے مالا)

گوئٹے مالا جسے مقامی لوگ ''گواتے مالا'' کہتے ہیں سنٹرل امریکہ کا ایک چھوٹا سا خوبصورت ملک ہے جس کا رقبہ ۱۰۸،۸۸۹ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی سوا کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ دارالحکومت کا نام گوئٹے مالا سٹی ہے اور کرنسی کِتسال ہے جو یہاں کے ایک تاریخی خوبصورت اور نایاب پرندے Quetzal کے نام پر ہے۔موجودہ ریٹ کے مطابق ایک امریکی ڈالر قریباً ساڑھے سات کتسال کے برابر ہے۔

ملک کا پرانا دارالحکومت آنتیگوا،کھنڈرات کے بیچ ایک پرسکون شہر ہے جو غیر ملکیوں کے لئے روز بروز زیادہ پُرکشش ہوتا جا رہا ہے ۔کیتھولک سیاحوں کے لئے ''اسکی پولاس'' کا شہر خاص کشش رکھتا ہے کیونکہ وہاں ایک چرچ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سیاہ رنگ کا مجسمہ جسے 'کرستونیگرو' کہا جاتا ہے رکھا گیا ہے۔جس کی زیارت کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہیں اور ہر سال اس کا میلہ بھی لگتا ہے۔ہماری خوبصورت مسجد بیت الاول مِسکو شہر میں ہے۔

ملک کی قومی زبان سپینش ہے لیکن اندرون ملک کوئی بائیس زبانیں بولی جاتی ہیں جن میں کیچے ، کـاکچیکل ،مام اور کیِکـچی زیادہ وسیع علاقے میں بولی جاتی ہیں۔تاریخی اعتبار سے یہاں پہلے ایک قوم Maya (مایا) نام کی آباد تھی جس کے شہروں کے کھنڈرات ملکی وغیر ملکی سیاحون کی کشش کا باعث ہیں۔ تیسری صدی عیسوی کے بعض شہر یہاں دریافت کئے گئے ہیں جن میں کامینل خوبو ، ایشم چے، تکلال ، کیری گوا اور ساکولے اُو قابل دید ہیں۔ ان شہروں سے حاصل کی گئی چیزوں کے میوزیم بھی جگہ جگہ قائم ہیں۔

قدرتی حسن کے اعتبار سے جھیل اتتلان،جھیل پیتن اِتسا،ریودلسے،کوبان اور سیموک چمپئی کے علاقے دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سڑکیں اچھی اور مناظر دلفریب ہیں۔سمندر کا نظارہ کرنے کے لئے بحرالکاہل کی طرف چمپریکو اور پوئرسان خوسے اور بحراوقیانوس کی طرف پوئرتو باریوس اور لونگ سٹون عمدہ جگہیں ہیں۔

احباب جماعت کو وقف عارضی کی نیت سے یہاں کی سیر کرنے کے لئے دعوت عام ہے۔کھانے پینے کی اشیاء اور ہوٹلوں کے اخراجات زیادہ نہیں ہیں۔ سیر کے ساتھ ساتھ آپ مقامی جماعت احمدیوں سے تعارف ، انہیں نماز ، قرآن وغیرہ سکھانے اور جماعتی لٹریچر وغیرہ تقسیم کرنے میں آپ بہت لطف محسوس کریں گے۔

گوئٹے مالا کو ۱۵۲۴ء میں میکسیکو سے آنے والے سپینش جنگجو Peadro Dealvarado نے فتح کیا۔اس کے باوجود یہاں مقامی لوگوں کی آبادی جنہیں ''اندی خیناس'' کہا جاتا ہے دوسری قوموں سے زیادہ ہے جو آبادی کا ساٹھ فیصد ہیں۔ ان میں سے ایک خاتون ۱۹۹۲ء میں نوبل انعام حاصل کر چکی ہیں۔گوئٹے مالا میں اب تک دو نوبل انعام لینے والے ہوئے ہیں۔ایک میگل آنخیل آستور ہیں جنہیں ادب کا نوبل انعام ملا اور دوسری رگوبرتا مینچو ہیں جنہوں نے امن کا نوبل انعام ملا۔

گوئٹے مالا میں جماعت احمدیہ کا قیام صد سالہ جوبلی کے سال ۱۹۸۹ء میں عمل میں آیا۔سب سے پہلے مبلغ مکرم اقبال احمد صاحب نجم مقرر ہوئے ۔ ۳؍جولائی ۱۹۸۹ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ملک کے نائب صدر، وزیر صحت ، نائب وزیر داخلہ اور دیگر معززین کی موجودگی میں اس علاقہ میں سب سے پہلی مسجد ''بیت الاوّل'' کا افتتاح فرمایا ۔اس مسجد کی تعمیر مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب آف کینیڈا حال امریکہ نے کروائی ۔سرکاری روابط اور پبلک ریلیشنز کے کام میں مکرم ڈاکٹر سید وسیم احمد صاحب قابل ذکر ہیں جنہیں ان کی خدمات کی وجہ سے حضور نے ''ہیرو آف گوئٹے مالا'' کے خطاب سے نوازا۔تعمیر مسجد کے معاملے میں مقامی مسیلی فیملی کا تعاون قابل تعریف ہے۔

دوسری مرتبہ حضور انور نے ۱۶؍جون ۱۹۹۱ء کو اس ملک کو اپنے وجود مسعود سے برکت بخشی جب یہاں پہلے احمدیہ کلینک کا افتتاح عمل میں آیا۔ یہاں خاکسار کے علاوہ مکرم اقبال احمد صاحب نجم،مکرم نصیر احمد صاحب ورک اور مکرم وسیم احمد صاحب ظفر خدمات دینیہ بجالاتے رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے افراد ملک کے بائیس اضلاع میں سے پانچ اضلاع کے سات شہروں میں موجود ہیں ۔جن کے نام گوئٹے مالا سٹی، مِسکو، کتسال تے نانگو، سانکا خا، پوئرتو سان خوسے، پوئرتو باریوس اور سالاما ہیں۔

گوئٹے مالا میں احباب کی اکثریت گوئٹے مالن ہے جو عیسائیت سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں لیکن بگڑی عیسائیت کی پیدا کردہ بیماریوں اور تاریکیوں سے بھرپور ہیں اس لئے لحہ لحہ اور قدم قدم پر ان نومبایعین کی دیکھ بھال اور تعلیم وتربیت کی ضرورت ہے لیکن دوسری طرف وہ معاشرے کے دباؤ کا شکار بھی ہیں اس لئے ان کی تربیت ایک بہت گہرا مسئلہ ہے اور اس کے لئے ہر وقت ایک مربی واستاد کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۴؍اکتوبر سے ۴؍نومبر تک کے عرصہ میں یہاں تین ہزار کلومیٹر سے زائد سفر کر کے احباب جماعت سے ملنے، ان کے مسائل کو سننے، ان کی حوصلہ افزائی کرنے اور ان کی تعلیم وتربیت کی توفیق ملی ۔ یہ دورہ مکرم ڈاکٹر سید وسیم احمد صاحب کی تعاون اور حوصلہ افزائی سے ممکن ہوسکا ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔

☆......۶؍اکتوبر کو سالکانا جماعت کا دورہ کر کے غریب ضرورت مند افراد کے لئے امدادی سامان پہنچایا گیا جس میں مستعمل کپڑے اور دیگر اشیاء ضرورت تھیں ۔ جماعت کی عاملہ کا تقرر بھی کیا گیا۔ یہ جگہ ہمارے مرکز سے ۱۸۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

☆......۸؍اکتوبر کو ۱۰۵ کلومیٹر دور پوئرتو سان خوسے جماعت کا دورہ کیا گیا صدر جماعت اور جنرل سیکرٹری صاحب کے ہمراہ مختلف ہوٹلوں میں اسلامی اصول کی فلاسفی رکھوائی گئی۔ اسی طرح ہوٹلوں اور لائبریریز میں رکھنے کے لئے بعض مزید کتب جماعت کو دیں۔

☆......۲۰؍اکتوبر کو ۳۲۰ کلومیٹر دور پوئرتو باریوس جماعت کا دورہ کیا۔احباب سے ملاقات کی ۔تعمیر مسجد کے لئے مختلف جگہیں دیکھیں ۔ ہوٹلوں اور لائبریریوں میں رکھوانے کے لئے اسلامی اصول کی فلاسفی کے یکصد نسخے جماعت کو دئے ۔نیز پانچ ہزار پمفلٹس بھی تقسیم کی غرض سے دئے ۔ اس کے علاوہ احباب جماعت کے لئے نماز باترجمہ ٹائپ شدہ دی گئی اور مختلف ضرورتمندوں کے مسائل سن کران کی مدد کی گئی۔

☆......۲۲؍اکتوبر کو ۱۷۰ کلومیٹر دور سالاما جماعت کا دورہ کیا ۔ پہلے ایک قریبی شہر سان خرونیمو میں گھر گھر پمفلٹس تقسیم کئے ۔مقامی لائبریری میں قرآن کریم اور اسلامی اصول کی فلاسفی رکھوائی گئیں۔ پھر سالاما شہر میں بھی جگہ جگہ پمفلٹس تقسیم کئے ۔ ایک مقامی دوست کے تعاون سے لائبریری میں قرآن کریم اور اسلامی اصول کی فلاسفی رکھوائی گئیں۔ایک ٹی وی کے انٹرویو دیا جس میں اسلامی تعلیمات کی وضاحت کی۔

☆...... ۲۳؍اکتوبر کو سالاما سے ۵۷ کلومیٹر دور کوبان شہر کا دورہ کیا اور دکانوں اور مارکیٹوں میں لٹریچر تقسیم کیا۔ اگر چہ یہاں کوئی ممبر موجود نہیں لیکن گوئٹے مالن افراد لٹریچر وصول کرنے میں فراخدل ہیں، بہت کم لوگ معذرت کر کے پھینک دیتے ہیں۔ اسی طرح یہاں کی اکثریت کی مذہبی رواداری بھی قابل تعریف ہے۔

☆...... ۲۴؍اکتوبر کو دوبارہ سالکا خا جماعت کا دورہ کیا۔ وہاں ایک ریسٹورنٹ میں احباب جماعت کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں نماز وقرآن سکھانے کے متعلق طریق کار بتایا اور اسی طرح چندہ کی اہمیت بھی بیان کی ۔ایک دوست کے گھر جا کر نماز باجماعت ادا کی گئی جس میں مردوزن کی تعداد ۳۰ تھی۔

قریبی شہر کتال تے نانگو سے ایک نومبایع دوست بھی آ گئے جن کے والد محترم تین ریڈیو سٹیشن کے مالک ہیں جو تین مختلف شہروں میں واقع ہے۔خاکسار ان تینوں جگہوں پر اسلام کا تعارف کروا چکا ہے اور کتال تے نانگو میں وقتاً فوقتاً انٹرویوز اور پروگرام پیش کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔

☆......۲۶؍اکتوبر کو پوئرتو سان خو سے جماعت کا دوبارہ دورہ کیا گیا۔ اور یہاں موجود دوستوں کو تحریک کی کہ وہ کم از کم ایک نماز روزانہ باجماعت ادا کرنا شروع کریں اور مسجد کے لئے جگہ کی تلاش جاری رکھیں اور تعداد بڑھانے کے لئے دعوت الی اللہ پر زور دیں

☆......۲۷؍اکتوبر کو لوئر تو سان خو سے جماعت کا دوبارہ دورہ کیا ۔ یہاں موجود دوستوں کو تحریک کی کہ وہ کم از کم ایک نماز روزانہ باجماعت ادا کرنا شروع کریں اور مسجد کے لئے جگہ کی تلاش جاری رکھیں اور دعوت الی اللہ پر زور دیں۔ یہاں پر موجود دو نومبایع پاکستانی اور انڈونیشین اپنی گوئٹے مالن فیملیز کے ساتھ مقیم ہیں اور یہاں کی نیشنلٹی لے چکے ہیں۔

☆......۲۷؍اکتوبر کو دوبارہ لوئرتو باریوس جماعت کا دورہ کیا۔ وہاں احباب سے ملاقات کے بعد مسجد کے لئے بعض جگہیں دیکھیں ۔ایک جگہ پسند کر کے اجتماعی دعا کی گئی ۔دوستوں کو نماز باجماعت اور چندوں کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی اور ضرورت مند افراد کی درخواستیں صدر جماعت کی سفارش کے ساتھ وصول کیں۔

☆......ان دوروں کے علاوہ متعدد بار گوئٹے مالا سٹی کے دورے تبلیغی اور انتظامی امور کے سلسلے میں کئے۔گوئٹے مالا سٹی کا مسجد بیت الاول سے فاصلہ ۲۰ کلومیٹر ہے۔

ان تمام دوروں کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بعض ایمان افروز واقعات بھی پیش آئے ۔مثلاً ایک روز ایک جگہ سان خرونیمو پہنچے تو لائبریری بند تھی ۔افسوس ہوا کہ جماعتی کتب نہیں رکھوائی جاسکیں گی۔لیکن چند ہی منٹ بعد وہاں سے دوبارہ گزر ہوا تو لائبریری کو کھلا پایا ۔ہمیں بتایا گیا کہ چھٹی کا دن ہونے کی وجہ سے لائبریری کھلتی نہیں تھی کسی کام کی وجہ سے انچارج لائبریری کو کھولنے کی ضرورت پیش آئی اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ہماری خواہش بھی پوری کردی اور ہم نے وہاں اپنا لٹریچر رکھوادیا۔

ایک سفر میں گاڑی کا پٹرول ختم ہونے لگا۔رقم بھی خرچ ہو چکی تھی اور پٹرول پمپ والے کریڈٹ کارڈ بھی نہیں لے رہے تھے ۔دعائیں کرتے ہوئے سفر جاری رکھا۔ ایک دو نسبتاً بڑے پٹرول پمپوں پر ٹھہر کر پتہ کیا مگر انہوں نے بھی کریڈٹ کارڈ لینے سے معذرت کردی ۔ بہرحال سفر جاری رکھا اور ہم بغیر پٹرول ڈلوائے بخیرت اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام دوروں میں ہر قسم کے حادثہ و ناخوشگوار واقعہ سے بھی محفوظ و مامون رکھا۔ ایک سفر سے واپس آئے تو اگلے دن گاڑی سٹارٹ نہ ہوئی ۔ بہت زور مارا مگر خرابی کا پتہ نہ چلا۔آخر مکینک کو گاڑی دکھائی گئی تو معلوم ہوا کہ ایک پرزہ گر گیا ہے مگر دوران سفر کوئی پریشانی نہ ہوئی۔الحمدللہ

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے گواٹے مالا میں بڑی بڑی مخلص جماعتیں قائم فرمادے اور جس طرح یہ ملک خوبصورت اور سرسبز ہے روحانی اعتبار سے بھی یہاں جلد سرسبزی وشادابی آجائے۔آمین

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

(سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ)

خاکسار کو واشنگٹن میں ساڑھے چھ سال سے زائد عرصہ تک محترم صاحبزادہ صاحب کی رہنمائی میں کام کرنے کی توفیق ملی اور اس طرح اس غیر معمولی وجود کو قریب سے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس مضمون میں آپ سے متعلق چند یادیں اور یادداشتیں تحریر کر رہا ہوں۔

آپ سے پہلی ملاقات

۱۰ر ستمبر ۱۹۸۷ء کو خاکسار لندن ائرپورٹ پر واشنگٹن جانے کے لئے جہاز کے انتظار میں تھا کہ اچانک میری نظر مکرم صاحبزادہ صاحب پر پڑی۔ آپ جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے بعد واپس امریکہ جا رہے تھے۔ خاکسار نے پاس جا کر سلام عرض کیا اور اپنا تعارف کروایا۔ آپ نے پوچھا کہ پہلی بار واشنگٹن جا رہے ہو۔ عرض کی: جی ہاں۔ اس کے بعد ہم جہاز میں سوار ہو گئے۔ واشنگٹن پہنچنے میں ابھی نصف گھنٹہ باقی تھا کہ محترم میاں صاحب میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ کیا مشن میں آپ کی آمد کی اطلاع ہے؟ عرض کی کہ جی اطلاع ہے۔ فرمانے لگے کہ مَیں تو جلدی باہر چلا جاؤں گا اور دیکھ لوں گا کہ آیا کوئی آپ کو لینے آیا ہے یا نہیں۔ تو آپ کو بتا دوں گا۔

چنانچہ امیگریشن کی کلیئرنس کے بعد آپ باہر گئے اور تھوڑی دیر بعد واپس اندر تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ آپ کو لینے کے لئے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ چلے جائیں گے اس لئے مَیں جاتا ہوں۔ یہ میری حضرت میاں صاحب کے ساتھ پہلی ملاقات تھی لیکن ایسی تھی کہ اس نے ایک حسین یاد تا حیات پیچھے چھوڑی ہے۔

حضور ایدہ اللہ سے محبت اور احترام خلافت

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ سے عمر میں بڑے تھے، کزن تھے، بھائی تھے۔ لیکن کبھی بھی رشتہ داری یا بڑا ہونے کی وجہ سے احترام خلافت میں فرق نہ آنے دیتے تھے۔ حضور انور جب بھی امریکہ تشریف لاتے، اپنی بیماری و کمزوری صحت کے باوجود سب پروگراموں میں باقاعدہ شامل رہتے۔ تکلیف یا تھکن کا احساس تک نہ ہونے دیتے۔ حضور انور کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے۔ جس کمرہ میں حضور نے ٹھہرنا ہوتا وہاں پر ٹی وی رکھا ہوتا تو ایک الگ کاغذ پر ٹائپ کروا کر رکھتے کہ ٹی وی کس طرح استعمال کرنا ہے، MTA یا CNN کیسے لگانا ہے، وغیرہ۔

حضور انور کو خط لکھتے تو یا سیّدی کے الفاظ سے۔ پھر کوشش کرتے کہ خط مختصر اور بامعنی ہو۔ بڑے جچے تلے الفاظ استعمال کرتے۔ اگر کبھی کوئی مضمون کسی رسالے یا میگزین میں پڑھا اور آپ نے سمجھا کہ اس میں حضور کی بھی دلچسپی ہوگی تو وہ ضرور حضور کو بھجواتے۔ اسی طرح اخبار میں کوئی مضمون یا خبر، یا کوئی کتاب شائع ہوئی اور اس میں احمدیت کا ذکر وغیرہ ہوتا تو آپ اس کا خود مطالعہ کرتے اور سارے مضمون کا خلاصہ حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں بھجواتے۔ خلاصہ اتنا جامع ہوتا کہ پھر اس کتاب یا میگزین کو دیکھنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی تھی اور اس سے حضور ایدہ اللہ کے قیمتی وقت کو بھی بچانا مدّنظر ہوتا تھا۔

خدمت دین کا جذبہ اور احباب جماعت سے محبت

بیماری کے ایام میں ہر ملنے والے سے یہی درخواست کرتے کہ میری صحت کے لئے دعا کریں تا کہ مَیں اچھی طرح خدمت دین کر سکوں۔ ۲۰۰۱ء کی شوریٰ کے موقع پر آخری اجلاس میں آپ نے جماعت کو قربانیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ وقت کا تقاضا ہے کہ ہم ہر قسم کی قربانی کریں اور پھر غلبہ اسلام کی ایک پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تذکرۃ الشہادتین میں لکھی ہے پڑھ کر سنائی اور یہ شعر بھی سنایا ؎

اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے

ساتھ ہی فرمایا کہ جماعت کے لوگوں کو عمدہ نمونہ اختیار کرنا چاہئے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو یہ فرمایا ہے کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، اس میں لفظ ''رکھوں گا'' ہے ''کروں گا'' نہیں۔ تا کہ یہ بات مدنظر رہے کہ مَیں یہ کام مستقل بنیادوں پر کرتا چلا جاؤں گا۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؑ کی ساری زندگی کا مطالعہ کریں کہ کس طرح اور کن مشکل حالات میں آپ نے دن رات دین کا کام کیا اور ان حالات میں جب کہ نہ بجلی، نہ ائرکنڈیشن، گرمی میں، سردی میں کام میں مصروف رہ کر ۸۰ سے زائد کتب بھی لکھیں۔

محترم میاں صاحب نے بچوں کی تربیت کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی نظم ''نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے'' ترجمہ کے ساتھ شائع کی جائے اور خدام الاحمدیہ یہ کام کرے۔ ایک موقع پر جماعت کو یہ بھی نصیحت کی کہ ''مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا'' اور "What I have done today in the service of Islam & Ahmadiyyat" کے سٹکرز بنوا کر گھروں میں لٹکائیں تا کہ یہ نصیحت ہر وقت ہر احمدی کے مدّنظر رہے۔

انصار اللہ کا اجتماع تھا۔ محترم امیر صاحب بیمار تھے۔ صدر صاحب انصار اللہ نے خاکسار کو اختتامی پروگرام میں تقریر کے لئے رکھا۔ مَیں محترم امیر صاحب سے رہنمائی لینے کے لئے ان کے گھر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو میری طرف سے سب کو السلام علیکم کہہ دیں۔ اور دوسرے جماعت میں پیار و محبت، Tolerance اور خصوصاً ازدواجی تعلقات کو بہتر بنانے کی تلقین کریں۔ نیز فرمایا کہ اگرچہ ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے قضائی جھگڑے زیادہ نہیں ہیں لیکن ہمارے لئے تو ایک جھگڑا بھی بہت ہے۔ آپ اپنی تقریر میں بھی پیار، محبت اور اتحاد سے رہنے کی تلقین کرتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات و تحریرات جن میں اتحاد کی بات ہوتی پڑھ کر سناتے۔ بعض اوقات تو سناتے سناتے آپ پر رقّت طاری ہو جاتی اور ساتھ ہی سامعین کو بھی رلاتے۔

آپ کو کمر کی تکلیف لمبے عرصہ سے چلی آ رہی تھی۔ آپ کے لئے کھڑا ہونا مشکل ہوتا تھا۔ نماز بھی کرسی پر بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ لیکن جماعت کی میٹنگز میں شمولیت فرماتے اور بعض اوقات میٹنگ لمبی ہو جاتی لیکن کبھی تکلیف کا اظہار نہ کرتے۔

آخری میٹنگ جس میں آپ نے شرکت کی وہ ۱۶ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو مسجد بیت الرحمٰن میں تھی۔ ۱۱ر ستمبر کا سانحہ اس کا سبب بنا۔ محترم میاں صاحب نے خاکسار سے فرمایا کہ مسجد بیت الرحمٰن میں ایک دعائیہ تقریب کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ جلدی جلدی ایک بڑا بینر بنوایا جو مسجد کے باہر لگا دیا کہ ۱۶ر ستمبر کو ہم دعائیہ تقریب منعقد کر رہے ہیں سب کو شمولیت کی دعوت ہے۔ آپ اس موقع پر بیماری کے باوجود بنفس نفیس تشریف لائے اور اجلاس کی صدارت کی۔ اس تقریب میں مختلف مذاہب کے ۲۰۰ سے زائد لوگ شامل ہوئے۔ خاکسار باری باری لوگوں کو دعا کے لئے اور اپنے خیالات کے اظہار کے لئے بلا رہا تھا۔ کسی نے چھوٹی، کسی نے لمبی تقریر کی۔ آخر میں آپ نے آنحضرت ﷺ کی مذہبی رواداری کے تین واقعات سنائے اور دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ایک دفعہ شادی کی ایک تقریب میں سٹیج پر چڑھتے ہوئے پاؤں پھسل گیا۔ شدید تکلیف ہوئی لیکن آپ ضبط کر کے پورا وقت بیٹھے رہے اور اس کا احساس تک نہ ہونے دیا تا کہ شادی والوں کو زحمت اور شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

بیماری کے ایام میں ملاقات کے دوران خاص طور پر جماعت کا حال پوچھتے اور غیر مسلموں سے رابطے کے بارہ میں پوچھتے۔ کیونکہ سانحہ ۱۱ر ستمبر کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی رہنمائی میں مذہبی رہنماؤں سے کافی تعلقات بڑھائے گئے۔

کام کا طریق کار اور احتیاط

مجلس عاملہ یا شوریٰ کی کارروائی کے دوران آپ صدارت کرتے تھے اور لوگ اپنے خیالات کا اظہار کرتے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے اعتراض اٹھایا ہو تو آپ نے فوری دفاع کرنا شروع کر دیا ہو بلکہ ہر ایک کی بات سن کر نوٹ لکھتے جاتے اور ہر ایک کی رائے توجہ سے سنتے۔ آخر پر سب باتوں کا نچوڑ اور خلاصہ نکال کر فیصلہ صادر فرماتے۔ بعض اوقات جس شعبہ کی بات ہو رہی ہوتی اسے فرماتے کہ وضاحت کریں۔ اگر کسی کی طرف سے خط آیا کہ مَیں نے اپنے سابقہ خط میں آپ کو یہ لکھا تھا تو دفتر کو ہدایت تھی کہ اس کا وہ خط بھی ساتھ لگائے۔ بعض معاملات میں تو پوری ایک فائل بن جاتی۔ آپ ہر ایک صفحہ کو غور سے پڑھتے اور اصل نتیجہ اخذ کرنے کے بعد متعلقہ شعبہ کو اس بارے میں ہدایت کرتے۔ کئی دفعہ کسی کا عام دعائیہ خط بھی بڑا سنبھال کر رکھنا پڑتا کہ کہیں وہ دوبارہ کسی وقت اس خط کا حوالہ نہ دے دے۔

ڈاک دیکھنے کا عام طریق یہ تھا کہ مکرم ملک سعید صاحب ریٹائرڈ کرنل جو کہ شارٹ ہینڈ میں ماہر ہیں صبح دس گیارہ بجے ان کے پاس ڈاک لے کر چلے جاتے جو آپ عموماً ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر ملاحظہ کرتے۔ سب سے پہلے گزشتہ دن کی ڈاک کی جو ڈکٹیشن دی ہوتی وہ دیکھتے۔ ایک ایک لفظ پڑھتے اور پھر دستخط کرتے۔

دوران کام کسی قسم کی خلل اندازی بالکل پسند نہ کرتے تھے۔ اگر کسی نے ڈسٹرب کرنے کی کوشش کی تو فوراً سختی سے منع کر دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی تنظیمیں یہاں فعّال ہیں اور اپنے اپنے سالانہ اجتماعات کرتی ہیں۔ خدام، انصار اور لجنہ کے صدر صاحبان اپنے اپنے پروگرام منظوری کے لئے بھجواتے تو آپ مجھے Mark کر دیتے کہ دیکھو ٹھیک ہیں۔ خاکسار اپنا تبصرہ دیتا تو پھر اپنی طرف سے اس تنظیم کے صدر کو خط لکھ دیتے کہ یہ یہ درستگی کر لیں۔ اکثر معاملات میں خاکسار کو ساتھ رکھتے اور مشورے فرماتے۔ فون پر بھی مشورہ کر لیتے۔ گھر پر فون کرتے تو ہمیشہ یہ ضرور کہتے کہ میں مظفر احمد بول رہا ہوں تا کہ اگر کسی اور نے فون اٹھایا ہو تو اسے پتہ چل جائے کہ کس نے فون کیا ہے۔

جماعتی کاموں میں ایک خاص بات آپ میں یہ دیکھی کہ آپ ہر وقت ہر ایک کے لئے میسر تھے۔ جب کوئی چاہتا فون کر لیتا۔ ملنے کے لئے وقت لے کر آ جاتا۔ اپنا قصہ سناتا۔ آپ تحمل اور صبر سے سب کی بات سنتے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ جس سے ناراض ہوتے اس کی شکایت مرکز میں نہ لگاتے تھے۔ قضائی معاملات میں بھی کبھی ایسی بات سامنے آ جاتی یا کسی کی شکایت ضرور کرنی ہوتی پھر بھی یہی کوشش کرتے کہ کسی طرح معاملہ حل ہو جائے، سلجھ جائے اور یہ نوبت ہی نہ آئے کہ شکایت کرنی پڑے۔

ہر کام میں احتیاط

آپ ہر کام میں بہت احتیاط کرتے۔ خواہ کسی قسم کا بھی کیوں نہ ہو۔ اپنی بیماری سے متعلق چھوٹی سی بات بھی تحریر میں لا کر اپنے ڈاکٹر کو بتاتے۔ ایک دفعہ میاں صاحب کا گلا خراب ہو گیا۔ آپ دفتر تشریف لائے اور کسی کو بھیجا کہ شمشاد کو بلا لاؤ۔ مَیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمانے لگے کہ گلا خراب ہے۔ یہ ہومیوپیتھی دوائی مجھے بنوا دو۔ مَیں دوائی لے کر گیا۔ آپ نے دوائی دیکھی، ایک لمحہ توقف کے بعد کہنے لگے کہ بی بی کو دکھا دو کہ آیا یہی دوائی ہے۔ مَیں دوائی لے کر بی بی امۃ القیوم صاحبہ کے پاس گیا اور پوچھا کہ آیا یہی دوائی ہے۔ بی بی نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ پھر آپ نے دوائی لی۔

احتیاط میں ایک اور نمایاں بات یہ تھی کہ آپ کسی تحریر پر بغیر پڑھے دستخط نہ کرتے تھے۔ مکرم ملک سعید صاحب آپ کے پاس ڈاک لے کر جاتے اور ڈکٹیشن لیتے۔ اگلے دن وہ تمام خطوط ٹائپ کر کے لے جاتے تا کہ آپ دستخط کر سکیں۔ آپ ہر خط کو پڑھتے، ہر لفظ چیک کرتے اور تصحیح کرتے۔ بعض اوقات فرماتے کہ یہ لفظ مَیں نے نہیں لکھوایا تھا۔ اتنی

زبردست یادداشت تھی۔

نکاح فارموں پر بھی بڑی احتیاط فرماتے۔ اس وقت تک دستخط نہ کرتے جب تک مَیں اسے اچھی طرح دیکھ نہ لوں۔ خاکسار سے اگر کہیں کوتاہی ہوجاتی تو فوراً پکڑ لیتے اور فرماتے کہ یہ معاملہ ابھی واضح نہیں ہے اس کو واضح کروائیں پھر دستخط ہونگے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ شادی کرنے والے کا دوسرا یا تیسرا نکاح ہے۔ اس پر تو خوب پکڑ ہوتی اور فرماتے کہ آیا اس نے لڑکی والوں کو اطلاع دی ہے کہ یہ اس کا دوسرا یا تیسرا نکاح ہے۔ ہمیشہ ایسے معاملات میں مجھ سے متعلقہ فیملی یا وہاں کے امیر صاحب/صدر صاحب کے نام خط لکھوایا کہ لڑکی والوں کو اس بات کی اطلاع کردو کہ وہ پوری طرح چھان بین اور تسلی کرلیں تاکہ کل کو کوئی پیچیدگی پیدا نہ ہو۔

جماعتی رقوم کے خرچ میں احتیاط

آپ ہر میٹنگ میں ہر مجلس میں اس بات کا بڑی وضاحت سے تکرار فرماتے کہ جماعتی چندے اور رقوم امانت ہیں، ان کو اپنی ذاتی رقوم کی نسبت زیادہ احتیاط سے خرچ کرنا چاہئے۔ اور پھر مثالیں بھی دیتے۔

مجلس عاملہ میں نمائندگان کو مشن ہاؤسز اور مساجد میں پانی، بجلی اور گیس وغیرہ کے خرچ میں بھی کفایت شعاری کی بہت تلقین فرماتے۔

ایک دفعہ مجلس عاملہ کی میٹنگ تھی۔ خاکسار نے دفتر کی بجلی بند کی، دروازہ بند کیا اور میٹنگ میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کسی بزرگ کو جو باہر سے تشریف لائے تھے کسی کام سے میرے دفتر میں جانے کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے دروازہ کھولا، بجلی جلائی، اپنا کام کیا اور بغیر بجلی اور دروازہ بند کئے واپس آکر میٹنگ میں شامل ہوگئے۔ میاں صاحب کی نظر اس وقت ان پر تو نہ پڑی، بعد میں جو میرا دروازہ کھلا دیکھا اور بجلی آن دیکھی تو مجھے ڈانٹ پلائی۔ مَیں نے بھی خاموشی سے سن لیا اور یہ نہیں بتایا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔

آپ دفتر تشریف لاتے اور نماز کا وقت ہوتا تو وضو کے بعد ہاتھ منہ خشک کرنے کے لئے ٹاول پیپر استعمال کرتے۔ بعض اوقات میں بھی ساتھ ہوتا اور دو ٹاول پیپرز آپ کو دیتا جو چھوٹے چھوٹے ہوتے۔ جبکہ عام آدمی تو تین چار استعمال کرتا لیکن آپ نے کبھی بھی دو ٹاول پیپر استعمال نہیں کئے، صرف ایک سے ہی تھوڑا بہت خشک کرلیتے اور قمیص کی آستین اتار کر اپنا کوٹ پہن لیتے۔

کارکنان سے شفقت

ایک دفعہ میری طبیعت خراب تھی اور مَیں دفتر نہ گیا۔ آپ نے کسی کام کے لئے دفتر فون کیا تو میاں صاحب کو پتہ لگا کہ میری طبیعت خراب ہے۔ اسی وقت گھر فون کیا اور میری خیریت دریافت کرنے کے بعد فرمایا کہ مجھے دفتر سے پتہ چلا ہے کہ تمہاری طبیعت خراب ہے۔ پورا آرام کرو اور طبیعت ٹھیک ہونے پر دفتر جانا۔ صرف تمہاری طبیعت پوچھنے کے لئے فون کیا ہے۔

شروع شروع کی بات ہے مکرم ظفر احمد سرورؔ صاحب مسجد فضل واشنگٹن میں مبلغ تھے اور آپ کے ساتھ کام کرتے تھے۔ انہیں پاکستان رخصت پر جانا تھا۔ محترم امیر صاحب نے مجھے اپنے ساتھ کام کے لئے بلا لیا۔ ان دنوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی صحت بہت اچھی تھی اور باقاعدگی سے دفتر تشریف لاتے۔ ایک دفعہ دفتر آئے، کام کیا۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد مجھے آواز دی کہ مجھے گھر چھوڑ آؤ۔ میری اس وقت فیملی ساتھ نہ تھی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ میں نے بتایا کہ کھانا تیار کررہا ہوں تھوڑی دیر میں چلتے ہیں۔ کہنے لگے ٹھیک ہے۔ ابھی دو منٹ بھی نہ گزرے تھے کہ پھر آواز دی کہ ابھی چھوڑ آؤ۔ مَیں نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ کو گھر لے آیا۔ واپسی کی اجازت چاہی تو فرمانے لگے کہ نہیں اندر آؤ۔ ہمارے آنے سے پہلے کھانا لگ چکا تھا۔ مَیں نے کھانا کھایا، آپ نے بھی ساتھ ہی کھایا۔ دوبارہ واپسی کی اجازت چاہی تو پھر روک لیا۔ اتنے میں بی بی امتہ الجمیل صاحبہ کم وبیش ایک ہفتہ کا کھانا ڈبوں میں بند کرکے لے آئیں اور آپ نے کمال محبت اور شفقت سے فرمایا یہ ساتھ لے جاؤ۔ راستہ میں مجھے یہ بالکل نہیں بتایا کہ مَیں نے گھر کھانے کا انتظام کرادیا ہے۔

مبلغین کا بہت احترام کرتے تھے۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر افسر صاحب جلسہ سالانہ نے اپنے نائبین کا تقرر کیا۔ ایک نائب کے نیچے خاکسار کو بطور ناظم رکھ دیا۔ آپ نے فوراً افسر صاحب کو توجہ دلائی کہ ان کو تو نائب افسران میں رکھنا چاہئے تھا نہ کہ ان کے ماتحت۔

احباب کی خوشیوں میں شرکت

آپ کی رہائش پوٹامک (Potamic) واشنگٹن کے علاقہ میں تھی۔ آپ کے گھر سے مسجد بیت الرحمٰن قریباً ۴۵ منٹ کی ڈرائیو پر ہے۔ فاصلے بھی بہت زیادہ ہیں۔ تاہم دوستوں کی خواہش ہوتی تھی کہ آپ ان کے بچوں کی شادیوں میں شامل ہوں۔ باوجود بیماری کے کوشش کرکے جاتے اور بیگم صاحبہ بھی ساتھ ہوتیں۔ تحفہ تحائف بھی دیتے۔ اگر بیماری کی وجہ سے نہ جاسکتے تو پھر مبارکباد کا خط ضرور لکھواتے۔

مجھے برادرم ظاہر احمد صاحب نے بتایا کہ ہمارے فنانس کے دفتر میں مکرم رشید صابر صاحب کام کرتے ہیں، بڑے مخلص کارکن ہیں۔ ان کے بیٹے کی شادی تھی لیکن میاں صاحب بیماری کی وجہ سے شرکت نہ کرسکے۔ لیکن ساتھ ہی بتایا کہ میاں صاحب نے کہا تھا کہ ان کو گھر دعوت پر بلانا ہے کیونکہ مَیں شادی میں شرکت نہیں کرسکا۔ چنانچہ ان کی دعوت میاں صاحب کی وفات کے بعد برادرم ظاہر احمد صاحب نے کی۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء۔ خاکسار کے بلانے پر بھی کئی مرتبہ گھر مع اہل خانہ دلداری کے لئے تشریف لاتے اور دوستوں کے ساتھ بے تکلفی سے باتیں کرتے۔

ایک شادی کا موقع تھا مَیں بھی ساتھ بیٹھا تھا۔ مجھ سے آپ نے کسی کے بارہ میں پوچھا۔ مَیں نے عرض کی کہ اس بات کا جواب ایک شعر میں دیتا ہوں۔ کہنے لگے سنائیں۔ میں نے سنایا ؎

کچھ ان کو بھی تو پاس ہو ارباب عشق کا
یہ کیا کہ ہم ہی آتشِ غم میں جلا کریں

آپ نے سنا، مسکرائے اور بات کی تہہ تک پہنچ گئے۔ بات کی تہہ تک پہنچنے کا خاص ملکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہوا تھا۔ آپ کی وفات پر چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ کو فون کیا۔ مکرم چوہدری صاحب نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کے فوراً بعد کہا کہ آپ کے ساتھ مجھے بھی کام کرنے کا موقع ملا جب حضور ایدہ اللہ نے صدسالہ جوبلی کے سلسلہ میں کمیٹی بنائی تھی۔ آپ اُس کے چیئرمین تھے۔ آپ بات کی تہہ تک فوراً پہنچ جاتے ہیں یہ آپ کا بہت کمال تھا۔

ایفرو امریکن دوستوں سے پیار اور محبت اور ان کی دلداری اور مالی معاونت میں خاص خیال رکھتے تھے۔ آپ ہمیشہ فرماتے کہ ایفرو امریکن دوستوں کو جماعتی کاموں میں آگے آنا چاہئے۔ مجلس عاملہ میں بھی ان کو نامزد کرکے حضور سے ان کی اجازت لیتے تھے تاکہ وہ جماعتی کاموں میں شامل رہ کر تجربہ حاصل کریں۔ محبت کے ساتھ عاملہ میں ان کی باتیں اور تجاویز سنتے اور ہر ممکن ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ برادرم احمد حلیم صاحب جو عرصہ ۳۰ سال پہلے احمدی ہوئے واشنگٹن میں رہتے ہیں اور واشنگٹن جماعت کے صدر ہیں، نے بتایا کہ محترم امیر صاحب ہمیشہ جماعت کی مالی، روحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے سوچتے رہتے تھے اور اس کے مطابق پلان بناتے تھے۔

آپ بہت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ گھر سے دفتر تشریف لاتے تو کھانا ساتھ لاتے۔ کھانے میں عموماً سینڈوچ ہوتا تھا۔ دفتر میں جو بھی ساتھ ہوتا اسے کھانے میں شامل کرتے۔ کیلا بھی پسند تھا، وہ بھی کھانے میں ساتھ لے کر آتے۔

خاکسار نے اور دیگر کئی دوستوں نے عندالملاقات عرض کی کہ آپ اپنی زندگی کے اہم واقعات تحریر میں لائیں۔ کیونکہ آپ کو قومی، ملکی اور جماعتی سطح پر بہت اہم کام کرنے کے مواقع ملے ہیں۔ بس ہاں کہہ کر چپ ہوجاتے۔ اگر کوئی انٹرویو لینے آ ہی گیا تو پھر اسے واقعات سنا دیتے تھے۔

ایک دفعہ رمضان کے آخری دن جب اختتامی دعا ہونی تھی۔ ہم نے پہلے حضور انور ایدہ اللہ کا درس قرآن کریم دیکھا۔ پھر خاکسار نے محترم میاں صاحب سے درخواست کی کہ وہ دعا کرادیں۔ خاکسار نے محراب کے پاس ایک کرسی رکھ دی تاکہ آپ اس پر بیٹھ کر دعا کرادیں۔ آپ جس وقت مسجد میں تشریف لائے اس وقت درس قرآن جاری تھا اس لئے آپ احتراماً نیچے بیٹھ گئے۔ درس کے اختتام پر خاکسار نے عرض کی کہ آگے چلیں اور کرسی پر بیٹھ کر دعا کرادیں کہنے لگے کہ نہیں! اور وہیں پیچھے بیٹھے بیٹھے ہی دعا کرادی۔

رمضان المبارک میں یہاں مسجد بیت الرحمٰن میں دوستوں کی تجویز تھی کہ افطاری کا بندوبست ہونا چاہئے۔ مگر میاں صاحب نہ مانے۔ آپ کی دلیل یہ تھی کہ رمضان کا مہینہ تو عبادت کا مہینہ ہے، اکٹھا کھانا کھانے اور افطاریوں سے سوشل تعلقات کی طرف رجحان بڑھنے کا اندیشہ ہے اور یہ مہینہ خاص عبادت کا مہینہ ہے۔

مجھے معلوم ہوا کہ میاں صاحب نے یہ فرمایا ہے۔ تو میں نے عرض کی کہ ایک اور بات بھی ہے کہ اگر ہم یہ نہ کریں تو مسجدیں آباد نہیں رہ سکتیں۔ کیونکہ لوگوں کے گھر اتنی دور دور ہیں کہ ان کے لئے گھروں میں افطاری کے بعد پھر مسجد آنا مشکل ہے۔ درس قرآن کے بعد وہ کیسے گھر چلے جائیں اور پھر واپس آکر نماز مغرب وعشا اور تراویح میں شامل ہوں۔ چنانچہ محترم میاں صاحب نے اس طرح مسجد کی آبادی کی خاطر یہ تجویز مان لی اور مسجد آباد ہونے پر بہت خوش تھے۔ اظہار بھی کرتے اور پوچھتے بھی رہتے کہ کتنے نمازی مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں اور کیا کیا کوششیں ہوتی ہیں۔

مَیں ہوسٹن (Houston) میں تھا۔ خدام و اطفال کو اجتماع کے لئے ساتھ لے کر آیا تھا۔ میاں صاحب بیماری کی وجہ سے شامل نہ ہوسکے۔ مَیں نے بذریعہ فون اجازت چاہی کہ ہم ۱۵۰۰ میل دور سے آئے ہیں، خدام واطفال ساتھ ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ آپ سے ملاقات ہوجائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ گھر آجائیں۔ مَیں سب کو لے کر آپ کے گھر چلا گیا۔ ہم قریباً پندرہ افراد تھے۔ سب کے لئے مہمان نوازی کی ہوئی تھی۔ ڈائننگ ٹیبل پر ہم سب کو بٹھا لیا۔ بڑے بے تکلّف ماحول میں باتیں کیں۔ ہر ایک کا حال پوچھا۔ خاندانی تعارف پوچھا اور پھر اجازت لے کر ہم واپس آگئے۔ سب بچے بہت خوش تھے کہ ہمیں میاں صاحب سے ملاقات کا موقع ملا۔

جو دوست آپ کو فون کرتے کہ ہم نے ملنا ہے، آپ انہیں وقت دے دیتے اور گھر بلا لیتے۔ پھر وقت سے پہلے تیار ہوکر بیٹھ جاتے اور انتظار کرتے۔ اگر کبھی اپنی بیماری کی وجہ سے پروگرام کینسل کرنا پڑتا تو وقت سے بہت پہلے دفتر فون کرکے کہتے کہ مجھے فلاں نے ملنے آنا تھا، میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے معذرت کردیں اور پھر دوبارہ آجائیں۔ پھر دوبارہ فون کرکے پوچھتے کہ ان صاحب کو اطلاع کردی گئی ہے یا نہیں۔

جلسے اور اجتماعات وغیرہ وقت پر شروع کراتے۔ لیکن اگر کسی نے کوئی جائز بات بتادی جس کی وجہ سے لوگ وقت پر نہیں پہنچ پارہے تو فرماتے کہ چلو دس پندرہ منٹ اور انتظار کرلیں۔ عیدین کے موقع پر

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

قرآن کریم کے تراجم کی نمائش، بکسٹالز کا انعقاد و تقسیم لٹریچر
اور لائبریریوں میں سلسلہ کی کتب رکھوانے کے سلسلہ میں

لجنہ اماء اللہ ہالینڈ کی قابل تقلید مساعی

(مسز امتیاز بٹ ۔صدر لجنہ اماء اللہ ہالینڈ)

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ ہالینڈ نے ملینئم کے پروگرام کے سلسلہ میں اکتوبر ۲۰۰۰ء میں لجنہ اماء اللہ ہالینڈ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے ہالینڈ کی کل لائبریریوں میں سلسلہ کے منتخب لٹریچر کے سیٹ بشمول قرآن مجید رکھوانے، نیز پروفیسر ز، ڈاکٹرز، پڑھے لکھے لوگوں، کالج، یونیورسٹیوں اور ہسپتالوں وغیرہ میں احمدیت کا پیغام طالب علم لجنات کے ذریعہ پہنچانے کی ہدایت فرمائی تھی۔

مکرم امیر صاحب کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے لجنہ اماء اللہ ہالینڈ اللہ تعالیٰ کے فضل سے متحرک ہوئی اور ہالینڈ کی تمام لائبریریوں کے ایڈریس اور ٹیلی فون نمبرز کی لسٹ فون بک سے تیار کی اور پھر جن شہروں میں جماعت موجود ہے اور ان کے اردگرد کے علاقہ جات کی فہرستیں صدران کو مہیا کی گئیں تاکہ وہ لوکل سیکرٹریان تبلیغ کی مدد سے ان لائبریریوں میں سلسلے کی کتب رکھوانے کے سلسلہ میں کوشش کریں۔

آغاز میں بہت سی لائبریریوں نے صاف انکار کر دیا اور لگاتار کوشش کے نتیجہ میں چند ایک لائبریریوں میں لٹریچر رکھوانے کی اجازت ملی۔ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ ممبرات کی حقیر کوششوں میں برکت ڈالی اور یہ سلسلہ چند ایک لائبریریوں میں جماعت احمدیہ کے تیار کردہ مختلف زبانوں میں قرآ ن مجید کے تراجم کے نسخوں کی نمائش کی صورت میں وسیع ہوا۔ الحمدللہ

ان نمائشوں کو لگانے اور سجانے کا کام صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ہالینڈ، نیشنل سیکرٹری صاحبہ تبلیغ، لوکل صدرات، خدام، انصار بھائیوں نیز بچوں کے تعاون سے کرتی ہیں۔ مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ ہالینڈ کی ذاتی کوشش اور دلچسپی نیز نمائشوں میں بنفس نفیس شرکت اور ہدایات سے یہ نمائشیں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو رہی ہیں۔ ۲۰۰۱ء میں ان نمائشوں کی تعداد تین تھی جبکہ ۲۰۰۲ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تعداد ۱۹ ہوگئی۔ پانچ مواقع لائبریریوں اور چرچ میں لیکچرز کے ملے۔ ان میں سے دو لیکچرز کی پیشکش خود لائبریری کے ذمہ دار افراد نے کی۔

ابتداء میں لائبریریوں میں نمائش کو لجنہ ممبرات بچوں اور افراد جماعت کی مدد سے مشتہر کرتی رہیں لیکن بعد میں کچھ لائبریریوں کی انتظامیہ نے یہ کام خود ہی کیا۔ ان نمائشوں کو دیکھنے کے لئے لائبریریوں کی انتظامیہ کے اعداد و شمار کے مطابق روزانہ قریباً ۱۰ تا ۱۳ ہزار افراد آتے رہے۔

لیکچرز کے موضوعات: اسلام اور احمدیت کا تعارف، اسلام میں عورت کا مقام، پردہ اور جہاد وغیرہ ہوتے ہیں۔ ان لیکچرز کے بعد غیر از جماعت مہمانوں کو سوالات کا موقعہ دیا جاتا اور بعد میں چائے وغیرہ لوازمات سے تواضع کی جاتی۔ عام دنوں میں لیکچرز میں وقفہ کے دوران بھی مہمانوں کو نمائش دیکھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ بعض اوقات اس موقع پر سلسلہ کی کتب کا سٹال بھی لگا لیا جاتا ہے۔

ان نمائشوں اور لیکچرز کی اجازت لینے اور ان کو جاری ہونے کے دوران بہنوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات اور تجربات پیش ہیں۔

☆...... ایک چرچ میں لوکل جماعت کے ترتیب دئے گئے پروگرام میں لجنہ ممبرات بھی شامل ہوئیں۔ ایک نوعمر لجنہ ممبر کے لیکچر کے دوران سلائیڈ پر حضرت مریم کی تصویر دکھائی گئی جو عام طور پر عیسائیوں میں معروف ہے۔ تصویر دکھائے جانے کے دوران اس ممبر نے کہا کہ "یہ وہ خاتون ہیں کہ نہ صرف عیسائیت بلکہ اسلام میں بھی ان کی حیاء اور پارسائی کی وجہ سے انہیں عزت و احترام کی نظر سے بلند مقام پر دیکھا جاتا ہے۔ ان کی خوشبو ان کی حیاء تھی اور ان کا زیور ان کا پردہ تھا۔ مَیں بھی اپنے آپ کو خدا کے مقرب بندوں میں شمار کرنا چاہتی ہوں تو مَیں کیوں اس دنیا اور اس کی خوشی کی خاطر اپنی خوشبو اور اپنا زیور ترک کروں"۔

اس لیکچر کے چند دن بعد اس چرچ کے ایک ذمہ دار شخص نے کہا کہ ہم لوگوں پر اس لیکچر کا اتنا اثر ہوا کہ چرچ کے تمام ذمہ دار افراد سر جوڑ کر ایک میٹنگ میں بیٹھے اور اس موضوع پر بحث کی کہ ہماری خواتین کو بھی پردہ کرنا چاہئے کیونکہ حضرت مریمؑ بھی پردہ کرتی تھیں۔

☆...... ایک لائبریری میں نمائش کے دوران لائبریری کی ایک ذمہ دار خاتون کو خواب آیا کہ وہ ایک الماری جس میں نمائش لگائی گئی ہے کہ ہلا کر ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن کوئی شخص اس کو منع کرتا ہے کہ ایسا نہ کرو۔ اگلے دن جب وہ لائبریری پہنچیں تو اس نے اپنے خواب کو نظر انداز کرتے ہوئے نمائش کی الماری کو ہلانے کی کوشش کی، جس پر اس الماری کا اوپر والا شیشہ ٹوٹ کر گر گیا جس سے نیچے والے خانے میں پڑے ہوئے تین قرآن کریم کی جلدیں متأثر ہوئیں۔ اُس خاتون نے کہا کہ مَیں اس واقعہ پر حیران ہوں۔ اگر مَیں ویسا ہی کرتی جیسا کہ مجھے خواب میں منع کیا گیا تھا تو یہ نقصان نہ ہوتا۔ بعد میں اس نے اپنا خواب بتایا اور معذرت کی اور نقصان پورا کرنے کی پیشکش کی۔ لیکن مکرم امیر صاحب نے ازراہ شفقت اسے معاف کر دیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے اس کام میں کامیابیاں عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

اس طرح ان نمائشوں اور لیکچرز کے بعد جماعت کے بارہ میں ملنے والی آراء اس طرح ہیں:

☆...... جماعت احمدیہ ایک پرامن جماعت ہے۔

☆...... اگر سب مسلمانوں کی سوچ اس طرح ہو تو دنیا بدل جائے۔

☆...... جماعت احمدیہ اسلام میں عورت کو جس طرح پیش کرتی ہیں اس طرح دنیا کے سامنے عورت کی ایک مختلف تصویر ابھر رہی ہے۔

☆...... آپ خواتین بہت بہادر ہیں۔

☆...... جماعت احمدیہ کو اسلام اور احمدیت کے بارہ میں بتانے کے زیادہ سے زیادہ مواقع ملنے چاہئیں تا کہ اسلام کا صحیح نقشہ لوگوں کے سامنے آئے۔

شعبہ تبلیغ کا مختصر جائزہ

۲۰۰۲ء کے دوران لجنہ اماء اللہ ہالینڈ کا جو کام شعبہ تبلیغ کے تحت ہوا اس کا مختصر جائزہ:

تعداد بیعت...... ۳۰۔
بکسٹالز ...... ۶۔
مینا بازار و عید ملن پارٹیز...... ۴۔
ہفتہ وار اور ماہانہ ریڈیو پروگرام...... ۶۴۔
قرآن پاک کے تراجم کی نمائش ۱۹۔
(۷۷ لائبریریوں سے رابطہ کیا گیا ۔ ۳۲ سے مثبت جواب ملا)
لیکچرز...... ۵۔
بروشرز جو تقسیم ہوئے...... ۱۹۰۳۔
قرآن مجید کے تحائف...... ۲۵۔
مختلف تنظیموں سے رابطے...... ۳۲۔
سکول، کالج، یونیورسٹیز سے رابطے...... ۱۶۔
خواتین کا دن منایا گیا...... ۱۔
جو کتب تحفۃً دی گئیں...... ۵۰۔
حضور کی نئی کتاب کا تحفہ...... ۱۸۔
(ان میں سے ۶ کتب لائبریریوں میں نمائش کے بعد تحفۃً دی گئیں)
جن دوکانوں نے کتب کا سیٹ رکھا...... ۱۔
لائبریریوں میں کتب کے سیٹ...... ۳۔

تربیتی سیمینار مجلس انصار اللہ برکینا فاسو کا شاندار انعقاد

(وسیم احمد ظفر ۔مبلغ سلسلہ)

جماعت احمدیہ برکینا فاسو کی ذیلی تنظیمیں اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کر رہی ہیں۔ مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ برکینا فاسو نے سال ۲۰۰۲ء میں ستمبر سے لے کر دسمبر تک تمام ریجنز کا تفصیلی دورہ کیا جس میں مجالس کا قیام اور مقامی عاملہ کی میٹنگز کر کے انصار اللہ کی تربیت کا پروگرام شروع کیا۔

☆...... ایک تربیتی سیمینار کا انعقاد اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقع پر جماعت احمدیہ Pissy واگاڈوگو کی مسجد میں منعقد ہوا۔ اس سیمینار کے لئے ہر ریجن سے دس دس فعال انصار کو دعوت دی گئی۔ اجتماع خدام الاحمدیہ کے افتتاح میں شمولیت کے بعد یہ سب انصار Pissy کی مسجد میں پہنچے۔ وہاں رات کو سوال و جواب اور مذاکرے کا پروگرام ہوا۔

افتتاح

۲۸/دسمبر ۲۰۰۲ء نماز تہجد کی باجماعت ادائیگی، نماز فجر اور درس القرآن کے بعد ساڑھے نو بجے صبح باقاعدہ افتتاح ہوا۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم محمد بن صالح صاحب نائب امیر غانا نے اپنے افتتاحی خطاب میں انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور مالی قربانی کی اہمیت کو خصوصاً اجاگر کیا۔ اس کے بعد مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب نے خلافت کے موضوع پر عالمانہ خطاب کیا اور سوالات کے جوابات بھی دئے۔ مکرم صدر صاحب انصار اللہ کے خطاب کے بعد یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس چار بجے سہ پہر تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ سب سے پہلے معلم ابوبکر سانوگو صاحب نے مالی قربانی کے موضوع پر تقریر کی جس کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ جو رات گئے تک جاری رہی۔

۲۹/دسمبر ۲۰۰۲ء

نماز تہجد، نماز فجر اور درس قرآن کریم کے بعد ۹ بجے صبح دوسرے دن کے پہلے اجلاس کا آغاز ہوا۔ مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب نے انصار اللہ کی اہم ذمہ داریوں کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد میں مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جو ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہی۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس نے تمام ریجنز سے آئے ہوئے انصار سے میٹنگ کی اور انہیں تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں ان کی ذمہ داریوں کو یاد دلایا اور واپس جا کر خدمت کی تلقین کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سیمینار کے شیریں ثمرات سے نوازے اور آئندہ ہونے والی کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے اور ہمیں احسن رنگ میں مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس سیمینار کی حاضری ۱۵۰ رہی۔

پروفیسر پال ڈیویز (Paul Davies)

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب جو ''الہام، عقل ،علم اور سچائی'' (Revelation, Rationality, Knowledge & Truth) کے علوم کا بحر بیکراں ہے اور انگریزی میں اسی نام سے موسوم ہے، میں بے شمار ماہرین علوم کے حوالے درج فرمائے ہیں اُن میں آسٹریلیا کے مشہور سائنس دان پروفیسر پال ڈیویز بھی شامل ہیں۔

پروفیسر صاحب موصوف ۱۹۴۶ء میں لندن میں پیدا ہوئے اور ایڈیلیڈ آسٹریلیا میں پہلے Mathematical Physics اور اس کے بعد Natural Philosophy کے پروفیسر بنے۔آپ ۲۰ سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں "The Edge of Infinity" اور "The Mind of God" بہت مشہور ہیں۔سائنسی امور پر آپ دنیا کے بہترین لکھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔آپ کا خاص مضمون مذہب اور سائنس ہے ۔آپ کو ساڑھے چودہ لاکھ ڈالر کی مالیت کا انعام Templeton Priza for Progress in Religion مل چکا ہے۔

حضور نے اپنی کتاب میں پروفیسر صاحب کی کتابوں سے دو بہت دلچسپ حوالے پیش فرمائے ہیں۔ پروفیسر صاحب کا کہنا ہے کہ سائنس پراسرار امور کی وجہ سے ہی ترقی کرتی ہے۔ جب ہم ایک بات کو حل کرتے ہیں تو دوسری ہمارے سامنے آ کھڑی ہوتی ہے ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی مضمون کو بہت عارفانہ طریق پر ان اشعار میں بیان فرمایا ہے۔

کیا عجب تُو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

حضور انور ایدہ اللہ نے پروفیسر پال ڈیویز کے جو دو حوالے اپنی کتاب میں درج فرمائے ہیں ان کا خلاصہ آسان الفاظ میں یہ ہے کہ آج سے کوئی ڈیڑھ صدیاں پہلے تک سائنس دانوں کو ایسے ہی قوانین قدرت سے واسطہ پڑتا تھا جو ہر وقت یکساں رہتے ہیں اور جیسے زمانہ حال میں لاگو ہیں ویسے ہی زمانہ ماضی میں بھی تھے اور مستقبل میں بھی رہیں گے۔

لیکن پھر حرارت اور توانائی کے ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونے کے مسائل سامنے آئے تو پرانے تصورات یکسر بدل گئے ۔اس کا بنیادی اصول بہت سیدھا سادھا ہے کہ گرمی صرف گرم جسم سے ٹھنڈے جسم کو منتقل ہوسکتی ہے۔کم گرم جسم سے زیادہ گرم جسم کو منتقل نہیں ہوسکتی ۔یعنی گرمی کے انتقال کا رخ تیر کی طرح سیدھا ایک ہی سمت میں سفر کرتا ہے اور اس عمل کو الٹایا نہیں جاسکتا۔اس اصول نے کائنات کے اوپر وقت کے تیر کا نشان ثبت کردیا ہے۔یعنی یہ کائنات ہمیشہ سے ہی ایسے نہیں ہے جس طرح آج ہے بلکہ ایک خاص وقت سے کائنات کے گرم اجسام نے اپنے اردگرد گرمی بکھیرنی شروع کی تھی اور یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ تمام اجسام کا درجہ حرارت یکساں نہ ہوجائے ۔اور جب کائنات کی تمام اشیاء ایک ہی درجہ حرارت پر آ جائیں گی ۔یعنی اس حالت پر پہنچ جائیں گی جس کو Thermo Dynamic Equilibrium کہا جاتا ہے تو کائنات میں مزید تغیر وتبدل کی گنجائش نہ رہے گی اور اس کی حرارتی موت (Heat Death) واقع ہوجائے گی۔

ساری کائنات سالموں یعنی Molecules سے بنی ہے جب اس کی حرارتی موت ہوجائے گی تو ان مالیکیولز میں انتہائی ابتری پیدا ہوجائے گی۔وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجائیں گے اور ساتھ ہی یہ کائنات مرکر کسی اور حالت میں آجائے گی۔ اس حالت کو Entropy کہا جاتا ہے۔ چونکہ کائنات ابھی زندہ ہے ،کائنات کا سفر ابھی رواں دواں ہے،سورج چاند ستارے محوگردش ہیں اس لئے اگرچہ Entropy کا عمل آج بھی جاری ہے ،ابھی کامل نہیں ہوا۔پس ثابت ہوا کہ ہماری کائنات نہ ہمیشہ سے ہے اور نہ ہی ہمیشہ رہے گی۔

پروفیسر صاحب نے وہی بات کہی ہے جو قرآن بار بار کہتا ہے کہ سورج ،چاند اور ستارے ایک {اَجَلٍ مُّسَمّی} یعنی مقررہ مدت کے لئے کام پر لگائے گئے ہیں۔خدائے ذوالجلال والاکرام کے سوا ہر چیز فانی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ایک ازلی ابدی خالق ہی ہے جو وقت وخلا (Time & Space) کی پابندیوں سے آزاد ہے۔اس کے سوا ہر دوسری چیز مخلوق ہے اور وہ وقت ومکان کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ ہندومت اور بدھ مت والے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مادہ وروح ہمیشہ سے اپنے آپ ہیں اور کائنات ہمیشہ سے ہی اس طرح ہے جس طرح آج ،ان کو Entropy کے اصول پر غور کرنا چاہئے۔

(حضور انور ایدہ اللہ نے اپنی کتاب کے صفحات ۳۱۹ تا ۳۲۸ پر اس دلچسپ مضمون کو بیان فرمایاھے)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ مرحوم

(چوہدری محمد ابراهیم ، ایم۔ اے۔ ربوہ)

محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کے ساتھ ملاقاتوں کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب ۱۹۸۵ء میں ماہنامہ ''انصار اللہ'' پر مقدمات کا آغاز ہوا۔ ہمارے مقدمات میں اکثر تو نہیں کبھی کبھی مگر اہم موقعوں پر مثلاً ضمانت کی کنفرمیشن ہو یا کسی مقدمہ میں شہادت یا بحث کا موقعہ ہو تو مکرم خواجہ صاحب لاہور یا سیالکوٹ سے تشریف لایا کرتے تھے۔ ربوہ، چنیوٹ ، جھنگ اور لاہور کی مختلف عدالتوں میں وہ ہمارے مقدمات کی پیروی کرتے تھے۔ایک تو ان کی مجلس بہت پُرلطف ہوتی تھی ،وہ مقدمہ پیش ہونے سے پہلے یا بعد میں یا دوران سفر جماعت ،خلافت اور قانونی واقعات سے متعلق پر مغز باتیں سنایا کرتے تھے۔جماعت کی صداقت ،خلافت کے ساتھ نہایت خادمانہ اور گہرا تعلق ان کی زبان سے جاری رہتا۔ خلافت کے سامنے ہمیشہ اپنے آپ کو درویش محض سمجھتے اور جماعت کی خدمت کو فضل الٰہی جانتے۔ بہت باحوصلہ تھے۔ نازک سے نازک وقت پر بھی کبھی ان کو گھبراہٹ میں نہیں دیکھا۔ ہمیشہ پرامید اور اپنی کامیابی کے لئے خدائی نصرت کے طالب رہتے ۔اپنی قانونی واقفیت کو بڑے حوصلے اور جرأت کے ساتھ پیش کرتے ۔ عدالت میں بڑی صاف اور مؤدب زبان استعمال کرتے مگر کبھی بھی کسی کمزوری اور الجھن کو اپنے رستہ میں حائل نہیں ہونے دیا۔ اپنا مؤقف ڈٹ کر پیش کرتے اور فریق مخالف پر چڑھ کر رہتے۔

کئی سالوں کی بات ہے جھنگ میں ہماری ضمانت کی کنفرمیشن کا مسئلہ تھا۔دو تین تاریخیں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ڈالی گئیں جس سے یہ تأثر ابھرا کہ شاید ضمانت کی توثیق نہ ہوسکے۔غالباً چوتھی تاریخ پر مکرم خواجہ صاحب ہمارے ساتھ جھنگ گئے ،اتنے شاندار طریق پر کیس پیش کیا کہ فریق مخالف کو بولنے کی جرأت ہی نہ ہوسکی۔ عدالت کے استفسار پر فریق مخالف کا وکیل کسی حوالہ کی تلاش میں پی۔ایل۔ڈی کی کتاب کی بڑی گھبراہٹ میں ورق گردانی کرتا رہا مگر انہیں مطلوبہ حوالہ مل نہ رہا تھا۔مکرم خواجہ صاحب کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور میز پر زور سے مکّا مار کر کہا کہ یہ صاحب سارا دن بھی پی۔ایل۔ڈی کی ورق گردانی کرتے رہیں ان کو مطلوبہ حوالہ نہیں مل سکے گا کیونکہ یہ حوالہ اس کتاب میں موجود ہی نہیں۔فاضل وکیل نے قانون اگر سیکھنا ہے تو مجھ سے سیکھیں ،عدالت کا وقت ضائع نہ کریں ۔اور بڑے زوردار انداز میں کہا کہ قرآن کریم لکھنے اور پڑھنے سے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں منع نہیں کرسکتی۔عدالت نے اسی وقت ''ملزمان'' کی ضمانت کی توثیق کردی۔ اور پولیس کو جو ہمارے ساتھ ہی گرفتار کرنے کے لئے کھڑی تھی جھاڑ پلا دی کہ جب کیس میں ہے ہی کچھ نہیں تو ایف۔آئی۔آر کیوں درج کی؟

دوسرا واقعہ جس کا آج تک میرے ذہن پر بہت خوشگوار اثر ہے یہ ہے کہ ہم ۱۹۹۴ء میں مندرجہ ذیل پانچ دوست چنیوٹ جیل میں تھے:

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب مرحوم۔مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز،مکرم آغا سیف اللہ صاحب،مکرم قاضی منیر احمد صاحب اور خاکسار محمد ابراہیم۔

چنیوٹ کی ایک عدالت سے اخبار اور رسالوں میں ''حضور'' کے لفظ کے استعمال پر ہماری ضمانت منسوخ کی گئی اور ہمیں جیل بھیج دیا گیا۔ پہلے خیال کیا گیا کہ لاہور ہائی کورٹ میں ہماری ضمانت کے لئے کوشش کی جائے ۔ہمیں جیل میں ایک مہینہ گزر چکا تھا کہ یہی مناسب سمجھا گیا کہ قانون کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے چنیوٹ کی اسی عدالت میں ضمانت کے لئے درخواست دی جائے جس نے ہماری ضمانت منسوخ کی تھی ۔مکرم خواجہ صاحب درخواست دائر کرنے کے لئے لاہور سے چنیوٹ تشریف لائے ۔ درخواست دائر کرنے اور تاریخ لینے کے بعد ہمیں ازراہ ہمدردی جیل میں ملنے کے لئے تشریف لائے ۔ بڑے پیار اور محبت کی ملاقات رہی ۔ہمیں تسلی دلاتے رہے اور اس بات کا بار بار ذکر کرتے رہے کہ خواجہ سرفراز آپ کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو جیل میں تصور کرتا ہے ۔ اور اسی جذبہ کے ساتھ مَیں آپ کی ضمانت کے لئے تگ ودَو کررہا ہوں۔ بڑے پرامید تھے اور پورا اعتماد رکھتے تھے کہ مقررہ تاریخ پر انشاء اللہ ضمانت ہوجائے گی۔

مقررہ تاریخ پر حاضر ہوئے ۔زیر بحث لفظ ''حضور'' تھا۔ پاکستان ٹی وی اور ریڈیو پر پڑھا جانے والا درج ذیل شعر وہاں پیش ہوا۔

کیوں دُور دُور رہندے او حضور میرے کولوں
سانوں دس دیو ہویا کی قصور ساڈے کولوں

اس شعر سے یہ استدلال کیا گیا کہ اگر حضور کے لفظ پر کسی کو گرفتاری کے قابل سمجھا جاتا ہے تو سب سے پہلے مذکورہ بالا شعر پڑھنے والوں کو گرفتار کیا جائے۔ مکرم خواجہ صاحب نے اردو زبان میں استعمال ہونے والے اس لفظ کی اس قابلیت کے ساتھ تشریح کی کہ اصل حقیقت حال اتھارٹی کے سامنے آگئی اور ہماری ضمانت کنفرم ہوگئی ۔اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِک۔

مکرم خواجہ صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں مگر عدالتی نظام قائم ہے ۔کہنا یہ چاہتا ہوں کہ مکرم خواجہ صاحب نے اپنا حصہ ڈالا اور خوب ڈالا ۔ خدا کرے کہ خواجہ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ ملے ۔خدا ان کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور ان کے پسماندگان کا ہر لحاظ سے حامی وناصر ہو، دینی ودنیوی ترقیات سے ان کی جھولیوں کو بھردے۔
آمین

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

اردو کلاس میں
تدریس نماز

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا اپنے خطبات اور مجالس عرفان میں نماز کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے اور بڑی تفصیل کے ساتھ سمجھا ہے کہ صرف رسمی عبادت یا خالی نمازیں کافی نہیں بلکہ نماز کی حقیقت کو سمجھ کر اس کے الفاظ کے معانی میں ڈوب کر نماز پڑھنی چاہئے۔ حضور ایدہ اللہ نے ایم ٹی اے کے آغاز کے بعد اُردو کلاس میں بچوں اور عام معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والے افراد کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہایت آسان الفاظ میں ،روز مرہ کی مثالیں دے کر نماز کے معانی ومطالب بیان کرنے کا ایک نہایت ہی مفید اور بابرکت سلسلہ شروع فرمایا۔ مکرم نصیر احمد صاحب شاہد مبلغ سلسلہ بلجیم کے ہم ممنون ہیں جنہوں نے اردو کلاس کی ان تمام کیسٹس کو سن کر انہیں Transcribe کر کے اس کو مرتب کر کے ہمیں بھجوایا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ احباب اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچی اور حقیقی نمازیں نصیب فرمائے اور اپنے مخلص عبادتگزار بندوں میں شامل فرمائے۔ (ادارہ)

نِیَّت

﴿وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

مَیں نے اپنی ساری توجہ اس ذات کی طرف ،اسی کا فرمانبردار ہوکر پھیردی جس نے آسمانوں اورزمینوں کو پیدا کیا۔ اورمَیں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

ثناء

﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ۔﴾

﴿سُبْحَانَ﴾: پاک۔ جو چیز پاک ہو۔

ایک چیز گندی ہو جائے اس کو آپ دھولیں ، اچھی طرح مل مل کے صاف کرکے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔کپڑے پاک ہو جاتے ہیں۔عورتیں کہتی ہیں ہم نے اپنے کپڑوں کو دھویا، صاف کیا، بچوں کے کپڑے دھوئے،ان کو پاک صاف کردیا۔

پاک کیا چیز ہوتی ہے ؟جس پرکوئی داغ نہ رہا ہو،کوئی کمزوری نہ رہی ہو۔لیکن صرف پاک ہی ہوتو کافی نہیں۔اس کے اندر کچھ اَور بھی ہونا چاہئے ۔ جو کپڑا صاف ستھرا ہو جائے وہ پھر رنگ بھی قبول کر سکتا ہے۔ اس کپڑے کو جو چاہو رنگ دے دو۔ جیسے چاہو پھول بنالو اس کے اوپر۔ گندے کپڑے پر نہیں بنتے۔ گندے کپڑے پر اگر لگاؤ تو اس کے اندر کے داغ نکل کے رنگ کو گندا کر دیتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے،مگر صاف پاک ہی نہیں بلکہ:

﴿وَبِحَمْدِکَ﴾:

ایسی خوبیوں سے بھرا پڑا ہے جو کامل ہیں۔تو صرف عیبوں سے پاک ہونا کافی نہیں ، خوبیاں رکھنا بھی ضروری ہے۔تو یہ مکمل تعریف ہے۔{سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ﴾ پاک ہے تُو اے اللہ اور اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔یعنی صرف پاک ہی نہیں بلکہ ہر حمد تیرے اندر موجود ہے۔

﴿وَتَبَارَکَ اسْمُکَ﴾:

پہلے کہہ دیا ہر برائی سے تُو پاک ہے پھر کہہ دیا ہر خوبی تیرے اندر ہے۔ پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی ﴿وَتَبَارَکَ اسْمُکَ﴾۔اس کا مقصد،اس میں حکمت کیا ہے ؟ جب سب کچھ کہہ دیا ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ﴾ پھر ﴿وَتَبَارَکَ اسْمُکَ......﴾ کیوں کہا؟

اَللّٰہ نام میں دو باتیں ہم نے بیان کردیں۔ اَللّٰہ نام میں کوئی برائی نہیں،سب خوبی موجود ہے۔یہ برکت کا مطلب ہے۔جس نام میں کوئی برائی نہ ہو اور سب خوبیاں ہوں اس سے برکت پڑتی ہے۔دنیا میں اس کے سوا کسی اور سے برکت نہ ڈھونڈو۔

﴿وَتَبَارَکَ اسْمُکَ﴾ یہ نام ہے برکت والا۔ اب اس نام کو جو بھی لے گا یہ سمجھ کر اور سوچ کر، اس کو برکت ملے گی۔

﴿وَتَعَالٰی جَدُّکَ﴾:

اور یہ وہ ذات ہے جو ہر دوسری ذات سے بلند ہے۔کوئی اور ذات اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

﴿وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ﴾:

جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں،تو ساری باتیں جو بیان کی ہیں یہ ہمیں مجبور کرتی ہیں،{وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ} اب تو ہی ہے، تیرے سوا کوئی نہیں۔ایک ہی معبود ہے دنیا میں جس میں ساری خوبیاں پائی جاتی ہیں جو ہم نے بیان کر دی ہیں۔

پس ایسی نماز کی تیاری ،عبادت کی ، دنیا کے پردے میں کہیں نہیں ملے گی ۔جتنے عبادت کرنے والے ہیں ہندو ہوں،سکھ ہوں،عیسائی ہوں، چاہے وہ چمٹے بجائیں، چاہے جو مرضی کریں۔ یہ اتنی خوبصورت عبادت ہے ، اتنی معنی خیز جو خدا تعالیٰ کا پورا تعارف کرواتی ہے ، آپ کو دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ملے گی۔صرف اپنی عبادت لوگوں کو سکھاؤ، بتاؤ یہ ہماری عبادت ہے،تم دکھاؤ اپنی عبادت۔تو تم ہر ایک کے ساتھ فخر سے اپنے سر کو اونچا کر سکتے ہو۔ہمیں اللہ میاں نے کتنی اچھی عبادت سکھائی ہے تم نے اگر عبادت اس لئے کرنی ہے، یہی مذہب کا مقصد ہے تو شامل ہو جاؤ۔اسلام کے حق میں صرف عبادت کا آغاز ہی دلیل بن جاتا ہے ۔لوگ مذہب کو کیوں مانتے ہیں؟ کیونکہ اللہ سے ملاتا ہے ۔کوئی ہندو ہو جاتا ہے، کوئی عیسائی ،کوئی یہودی ،کوئی مسلمان ۔مختلف مذاہب ہیں ، ان کا کیا مقصد ہے؟ مذہب رستہ کو کہتے ہیں ۔ جو رستہ اللہ کی طرف لے جائے وہ مذہب ہے ۔ اس لئے مانتے ہیں ۔یہی مقصد ہے ، باقی کہانیاں بنی ہوئی ہیں۔

تو اگر ہم اسلامی نماز غیروں کو بتائیں کہ تم مذہب کو کیوں لیتے ہو؟ اس لئے نا! تا اللہ کے قریب ہوجائیں۔ اس سے بہتر رستہ بتاؤ تم اللہ کے قریب ہونے کا ۔ اپنی عبادت بتاؤ اور دیکھو۔تو جو اچھا رستہ ہے، جو جلدی پہنچاتا ہے، جو زیادہ فائدہ دینے والا ہے اس کو پکڑلو۔ اسلام کی تبلیغ نماز سے بھی ہو جاتی ہے ۔ نماز کے شروع حصہ میں (اِنّی وَجَّھْتُ سے) شروع کرو۔ساری بات اپنی سہیلیوں کو سمجھاؤ ۔تو دیکھو کتنا اچھا پیغام دینے کا طریق ہے۔ یہ طریقہ اختیار کرو، اس سے تمہیں اللہ مل جائے گا۔

تَعَوُّذْ

﴿اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾:

مَیں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے جو راندہ ہوا ہے۔

یہ باتیں عورتیں اپنے حوالہ سے سمجھ سکتی ہیں اور مرد اپنے حوالہ سے۔ اگر آپ کے ساتھ کوئی بچہ جا رہا ہو آپ کی انگلی پکڑ کر۔ وہ دوڑ کے آگے چلا جائے، آگے کُتّا مل جائے اور وہ کُتّے سے ڈرتا ہو تو وہ تیزی سے واپس آجائے گا، اور آ کے آپ سے چمٹ جائے گا اور کہے گا کہ مجھے گودی میں اٹھالو، یہ کُتّا میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔تو پناہ مانگنے کا یہ مطلب ہے۔

اے اللہ !مَیں تیری حفاظت میں آ رہا ہوں ۔ کس سے؟ شیطان سے۔ کُتّا چھُٹا ہوا ہے ایک، وہ مجھ پر پڑتا ہے بار بار۔تُو مجھے اپنی گود میں اٹھالے۔ جیسے کُتّے سے بچاؤ کے لئے والدین کام آتے ہیں ۔اگر شیطان سے پناہ مانگنی ہو تو اللہ کام آتا ہے، ماں باپ کام نہیں آتے ۔(تو) اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اللہ کی پناہ مانگتی/ مانگتا ہوں کہ اے اللہ! جو تیری حفاظت میں آجائے اس کو شیطان کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ چونکہ شیطان اللہ سے ڈرتا ہے اور کسی سے نہیں ڈرتا، اللہ کے قریب بھی نہیں جاتا۔ اسی لئے ’’دھتکارا ہوا‘‘ بھی ساتھ کہہ دیا۔ اب کُتّے کو کوئی ھش کر کے بھگا دے تو اس کُتّے کو کہتے ہیں ’’دھتکارا ہوا‘‘۔ تو اللہ نے جب شیطان کو دھتکار دیا کہ جاؤ، دفع ہو جاؤ، تو شیطان اب اس کے پاس نہیں جا سکتا۔ اس لئے پناہ کا مطلب ہے کہ ہم اس سے تیری پناہ میں آتے ہیں ۔ اللہ میاں تو ہمیں سنبھال لے اور شیطان سے بچا جس کو تُو نے دھتکار دیا ہے۔ پس اور جہاں بھی کہیں جائیں شیطان بھی (وہاں) ہوسکتا ہے۔ تیرے پاس نہیں ہوسکتا۔ یہ ہے معنی ﴿اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ کا۔

(اردو کلاس نمبر ۳۱۰ ۔منعقدہ ۱۱/اکتوبر ۱۹۹۷ء)

(جاری ھے)

سیٹلائٹ

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

F0ZMAN FOODS
A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت خواجہ غلام فریدؒ چاچڑاں شریف

حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ قریشی النسل اور حضرت عمرؓ بن خطاب کی اولاد میں سے تھے۔ آپؒ کے جدامجد (یحییٰ بن مالک) عرب سے ہجرت کرکے سندھ آئے تھے اور اُن کے بیٹے منصور کو سندھ میں موجود عربوں نے اپنا سردار بنالیا۔ ان کی اولاد اگرچہ حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہی لیکن انہوں نے روحانیت سے بھی بہت شغف رکھا، کئی بادشاہ ان کے ارادتمندوں میں شامل تھے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کے والد حضرت خواجہ خدا بخش صاحب کے ہاں پہلے بیٹے خواجہ غلام فخرالدین صاحب کے بعد بہت عرصہ کوئی اولاد نہیں ہوئی تو دعائے خاص کے نتیجہ میں ۱۸۴۶ء میں چاچڑاں شریف میں اُن کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام حضرت خواجہ فریدالدین صاحب گنج شکر کی مناسبت سے "غلام فرید" رکھا گیا۔ ابھی بچہ صرف چار سال کا تھا کہ والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ۹ سال کا ہوا تو والدہ بھی اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ ماموں جناب میاں غلام محمد صاحب نے آپکی تعلیم و تربیت کا بیڑہ اٹھایا۔ بڑے بھائی خواجہ غلام فخرالدین صاحب جو اپنے والد کی وفات کے بعد اُن کی مسند خلافت پر بیٹھے تھے بھی آپکی تربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اُن کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

۱۳ سال کی عمر میں حضرت غلام فریدؒ نے اپنے بھائی خواجہ غلام فخرالدین سے تعلق ارادت باندھا اور اس میں دن رات بڑھتے چلے گئے۔ آپؒ نے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد درس نظامی مکمل کیا۔ تفسیر، حدیث اور فقہ کا باقاعدہ علم حاصل کیا اور متعدد علمی کتب کا مطالعہ کیا۔ کئی دیگر علوم (جغرافیہ، اسماءالرجال، علم الانساب وغیرہ) میں بھی شغف رکھتے تھے۔ قادرالکلام شاعر تھے، علم موسیقی کے رازوں سے واقف تھے اور تحصیل علم کے معاملہ میں تعصّبات سے آزاد تھے۔ عربی، فارسی، اردو، ہندی اور سندھی زبانیں سیکھی تھیں، انگریزی اور رومن سیکھنے کی بھی کوشش کی تھی۔

بڑے بھائی کی وفات پر آپؒ ۲۸ سال کی عمر میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ نواب محمد صادق خان رابع نے چاچڑاں پہنچ کر آپؒ کی دستار بندی کی اور خلعت فاخرہ پیش کی۔ خود بھی بیعت کے طلبگار ہوئے اور ایک گرانقدر جاگیر چاچڑاں شریف کی خانقاہ کے لئے وقف کی۔

۳۲ سال کی عمر میں آپؒ نے حج بیت اللہ کا عزم کیا۔ معتقدین اور مریدین کی ایک بڑی جماعت ساتھ تھی جن کے تمام اخراجات آپؒ نے برداشت کئے۔ راستہ میں کئی مقامات مقدسہ اور مزارات کی زیارت کی اور علماء و صوفیاء سے ملاقات کی۔ نیز کثرت سے خیرات بھی تقسیم کی۔

آپؒ نے مجاہدہ نفس کی خاطر روہی ریگستان میں اٹھارہ سال یکسوئی کے ساتھ کامل عبادت میں صرف کئے۔

آپؒ کا سارا کلام آمد ہے۔ فی البدیہہ کافیاں فرمایا کرتے تھے۔ سرائیکی زبان میں خاتم الشعراء سمجھے جاتے ہیں۔ آپؒ کا کلام عشق و محبت، سوز و گداز کے تمام پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ آپؒ نے ملتانی زبان میں کافیاں لکھنے کے علاوہ سندھی، ہندی، سنسکرت، اردو اور فارسی میں بھی کلام کہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ آپؒ بہت اخلاص و محبت کا تعلق رکھتے تھے۔ ۲۷/جولائی ۱۸۹۶ء کو پادری عبداللہ آتھم کی وفات کے بعد حضورؑ نے ۵۸ مولوی صاحبان اور ۴۶ سجادہ نشینوں کو بذریعہ رجسٹری دعوت مباہلہ دی اور انہیں اپنا ایک عربی رسالہ بھی بھجوایا۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کا نام سجادہ نشینوں میں تیسرے نمبر پر درج ہے۔ آپؒ نے جواباً عربی زبان میں ایک عریضہ تحریر کیا جس میں لکھا: "اے ہر یک حبیب سے عزیز! تجھے معلوم ہو کہ مَیں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔ اور اب مَیں مطلع کرتا ہوں کہ مَیں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ تُو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عنداللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملے گا اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے۔ میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر اور مَیں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں"۔ اس کے علاوہ بھی دو خطوط آپؒ نے لکھے۔ جب یہ خط حضورؑ نے طبع فرمائے تو مولوی محمد حسین بٹالوی خود حضرت خواجہ صاحبؒ کے پاس گئے اور کفر کے فتویٰ پر دستخط کرنے کو کہا لیکن آپؒ نے انکار کردیا اور بتایا کہ مولوی عبدالجبار غزنوی اور مولوی عبدالحق غزنوی نے بھی مجھے خطوط لکھے ہیں کہ مَیں نے مرزا صاحب قادیانی کو کیوں من عبادہ الصالحین لکھا ہے۔ مَیں نے اس کے جواب میں لکھا کہ مَیں مرزا صاحب کو عباد الصالحین میں سے قرار دیتا ہوں۔

حضورؑ نے آپؒ کے نام جواب لکھتے ہوئے آپؒ کو الشیخ الکریم السعید حبّی فی اللہ غلام فرید کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔

اپنے ایک خط میں آپؒ نے حضورؑ کے بارہ میں علماء کرام کے بدظنی کرنے میں جلدی کو ناپسند کرتے ہوئے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" بھجوانے کا مطالبہ کیا۔ آپؒ نے حضورؑ کی صداقت کے لئے ظہور میں آنے والے نشانات کی تصدیق بھی فرمائی۔

حضور علیہ السلام نے بھی حضرت غلام فرید صاحبؒ کی کئی جگہ تعریف فرمائی ہے اور لکھا: "میاں غلام فرید چاچڑاں شریف والوں نے پرہیزگاری کا نور دکھلایا۔ ...... اب جب تک یہ تحریریں دنیا میں رہیں گی میاں صاحب موصوف کا ذکر باخیر بھی اس کے ساتھ دنیا میں کیا جائے گا......"

حضورؑ نے آپؒ کے بارہ میں فارسی اشعار میں یوں فرمایا: "اے صدق و وفا میں اس زمانہ کے فرید! تیرے ساتھ وہ ذات ہو جس کا نام خدا ہے۔ تجھ پر اس یار قدیم کی رحمتوں کی بارش ہو اور تجھ میں اس محبوب ازلی کا نُور چمکتا رہے"۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کے بارہ میں یہ مضمون ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ جولائی ۲۰۰۲ء میں مکرم جمال الدین شمس صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

......❁......❁......❁......

یادوں کا سلسلہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۴/جون ۲۰۰۲ء میں (حضرت نواب امۃالحفیظ بیگم صاحبہؓ کی صاحبزادی) محترمہ قدسیہ بیگم صاحبہ نے اپنے بزرگوں کے حوالہ سے بہت قیمتی یادیں بیان کی ہیں۔

حضرت اماں جانؓ کے بارہ میں لکھتی ہیں کہ آپؓ کے پیار کا طریق عجیب تھا۔ بچوں سے نفسیاتی نقطہ نظر سے سلوک کرتی تھیں۔ ہم ایک شادی پر حضرت ماموں جان (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ) کے گھر گئے ہوئے تھے۔ چوکے پر دسترخوان بچھا تھا۔ تقریباً سارا خاندان موجود تھا۔ مجھے چند دن پہلے ملیریا بخار ہوکر ہٹا تھا۔ کسی نے مجھ سے قورمہ کا ڈش مانگا۔ بھرا ہوا ڈش مجھ سے گر گیا۔ حضرت میر صاحبؓ کے گھر ہمارا بہت ہی کم آنا جانا تھا، بے تکلّفی نہ تھی۔ مَیں سخت شرمندہ تھی کہ امّاں جانؓ اُس سے ناراض ہونے لگیں جس نے ڈش مانگا تھا اور کہا کہ تمہیں پتہ نہیں وہ بخار سے اٹھی ہے، کمزور ہے، اتنا بوجھل ڈش کیسے اٹھاسکتی ہے؟ غرض میری شرمندگی کو دُور کرنے کی کوشش کی اور مجھے حوصلہ بھی دیا۔

جب کبھی بیمار ہوتے تو ابا جان (حضرت نواب عبداللہ خانصاحبؓ) حضرت ماموں جان (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ) کو دکھانے لے جاتے۔ ماموں جان بڑی توجہ سے دیکھتے، نسخہ لکھتے اور کہتے کہ دو چار دن دوائی کھلاکر مجھے بتانا۔ لیکن دوسرے ہی دن چلے آتے کہ کیا حال ہے۔ حالانکہ کوئی سیریس بیماری بھی نہ ہوتی۔ یہ ہمارے بڑوں میں ایک بہت بڑائی ہوتی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتی ہیں کہ میرا بیٹا مودی تین ماہ کی عمر سے ایگزیما سے بیمار تھا۔ ایک روز جب حضرت مصلح موعودؓ ہمارے ہاں لاہور آئے تو میری بہن نے اُسے حضورؓ کو دکھایا۔ اُس کی حالت دیکھ کر آپؓ کا دل بہت خراب ہوا اور حضورؓ کی حالت دیکھ کر ہمیں سخت پریشانی ہوئی کہ ناحق مودی کو حضورؓ کے سامنے لائے۔ پھر حضورؓ ربوہ تشریف لے آئے لیکن روزانہ بچہ کا حال پتہ کرواتے رہے اور ہومیوپیتھک دوا بھجواتے رہے۔ کئی روز یہ سلسلہ چلتا رہا۔

ایک بار مجھے وہم ہوگیا کہ حضورؓ مجھ سے ناراض ہیں۔ مَیں سامنے جانے سے کترانے لگی۔ حضورؓ کی فراست سے یہ بات چھپی نہ رہی۔ ایک دن اماں جانؓ کے گھر کی شاہ نشین پر ہم پانچ چھ لڑکیاں کھڑی تھیں۔ حضورؓ بڑی ممانی جان کے گھر سے نکلے۔ شاہ نشین پر ابھی دو تین سیڑھیاں ہی اُترے تھے کہ ایک نظر ہم پر ڈالی اور واپس تشریف لے گئے۔ چند منٹ بعد واپس آئے تو ہاتھ میں اپنا بنایا ہوا عطر تھا جو صرف مجھے دیا۔ یہ پیار جتانے کا ایک انداز تھا کہ مَیں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ اگر سب کو دیتے تو وہ بات نہ بنتی۔

بڑے ماموں جان (حضرت مصلح موعودؓ) کی وفات ہوئی تو خلافت ثالثہ کے انتخاب کے بعد حضرت بھائی جان (خلیفۃالمسیح الثالثؒ) اوپر آئے تو خالہ مریم (حضرت چھوٹی آپاؒ) نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ خلیفۃالمسیح الثانیؓ نے کہا تھا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہو، یہ انگوٹھی اُسے پہنادی جائے۔ حضرت بھائی جان نے وہ انگوٹھی انگلی میں پہننے کی کوشش کی مگر چونکہ بڑے ماموں جان بیماری میں بہت کمزور ہوچکے تھے اس لئے انگوٹھی کے اردگرد نرم سی ململ لپیٹی ہوئی تھی تاکہ گرے نہیں۔ بھائی جان نے وہ ململ اوپر سے اتاری جو مَیں نے مانگ لی۔

حضرت خلیفہ ثالثؒ کی وفات پر خلافت رابعہ کا انتخاب ہوا۔ حضرت صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) سب سے پہلے امّی کے پاس آئے۔ عجیب تصرفِ الٰہی ہوتا ہے۔ چند منٹ میں امّی کے بے تکلّف طاری، حضرت صاحب اور میاں طاہر بن گئے۔ امّی نے سر پر دوپٹہ لے لیا تھا، نظروں میں بے حد احترام تھا۔ امّی نے گلے لگایا اور بیعت شروع ہوئی۔ امّی نے حضرت صاحب کو انگوٹھی پہنائی۔

......❁......❁......❁......

ماہنامہ "احمدیہ بلیٹن" اکتوبر ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے جو انہوں نے کاندھرا جیل ترکی میں اسیر راہ مولیٰ ہونے کے ایام میں کہی تھی:

تُو جو چاہے تو مَیں جان بھی حاضر کردوں
جان بھی تو مری جان عطا ہے تیری
مجھ سے حق شکر کا پھر بھی نہ ادا ہو پائے
میرا مقصود تو بس ایک رضا ہے تیری

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603

Vol. 10 | Friday, February 28, 2003 | Issue No. 9

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ایک قدیم احمدی بزرگ کا عدیم المثال شوق مطالعہ

حضرت مصلح موعودؓ نے ۸؍جون ۱۹۳۴ء کے خطبہ جمعہ کے دوران حضرت مسیح موعودؑ کے ایک رفیق خاص حضرت مولانا غلام حسین صاحبؓ آف لاہور (متوفی یکم؍فروری ۱۹۰۸ء یکے از اصحاب کبار ۳۱۳) کے شوق مطالعہ کا نہایت پرکیف انداز میں تذکرہ فرمایا جو دنیا بھر کے احمدی سکالرز کے لئے مشعل راہ ہے۔فرمایا:

’’حافظ روشن علی صاحبؓ مرحوم کو مَیں نے دیکھا ہے کہ وہ دین کے لئے اس طرح کام کرتے تھے جیسے گھڑی چلتی ہے اور کبھی تکان محسوس نہیں کرتے تھے۔رات ہو یا دن کبھی کام سے جی نہ چراتے۔ اسی طرح پرانے مبلغوں میں سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ہیں۔ان کی صحت خراب رہتی ہے اور وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہیں۔ یہ ایسا مرض ہے کہ عام لوگ اس میں مبتلا ہو کر کام ہی نہیں کر سکتے مگر وہ لگے رہتے ہیں حالانکہ کبھی سخت دورہ ہو جاتا ہے۔بعض اوقات لقوہ وغیرہ بھی اس مرض کے نتیجہ میں ہو جاتا ہے مگر وہ قدرے افاقہ ہونے پر پھر کام میں لگ جاتے ہیں۔.......

ایک اور صاحب ہماری جماعت میں مولوی غلام حسین صاحب لاہور کے تھے انہیں کتابوں سے اتنا عشق تھا کہ کتابوں سے بڑھ کر ان کے نزدیک کسی چیز کی کوئی قیمت ہی نہ تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بہت کتابیں پڑھتے تھے مگر وہ فرماتے کتابیں پڑھنے کے لحاظ سے مولوی غلام حسین صاحب مجھ سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔اور اس لحاظ سے شاید ہندوستان بھر میں اس صدی میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ وہ غریب تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرمایا کرتے تھے۔ **ایک دفعہ ان کی غربت کو دیکھ کر مَیں نے خیال کیا کہ ان کی کوئی خواہش پوری کر کے ثواب حاصل کروں۔ یہ سوچ کر مَیں نے پوچھا مولوی صاحب آپ اپنی کوئی خواہش بتائیے۔تو کہنے لگے میری خواہش تو یہی ہے کہ چاروں طرف کتابوں کی دیواریں ہوں اور مجھے اندر ڈال دیا جائے۔رات کو کوئی شخص مجھے چراغ جلا کر پکڑا دیا کرے۔روٹی کی بھی مجھے ضرورت نہیں۔ مَیں وہاں بیٹھا کتابیں پڑھتا رہوں اور جب وہ ختم ہو جائیں تو نکل آؤں۔گویا وہ اُدھر گئے ہی نہیں ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا منشا تھا۔** وہ ایسے غریب آدمی تھے کہ سات سات وقت کے فاقے آتے مگر پھر بھی منہ سے کبھی کسی کو اپنی حالت نہ بتاتے۔ ہمیشہ ہشاش بشاش نظر آتے اور پھر اپنے انہماک میں ہی کھانے بیٹھتے تو سات سات آٹھ آٹھ آدمی کا کھانا کھا جاتے۔مَیں چھوٹا تھا کہ بخار سے بیمار ہوا اور ڈاکٹر نے کہا شملہ بھیج دیا جائے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے شملہ بھیج دیا۔مَیں وہاں پہنچا تو مولوی صاحب وہاں تھے۔میرا ذکر سن کر ملنے آئے اور بتایا کہ ایک غیر احمدی کلرک مجھ سے عربی پڑھا کرتا تھا۔اس کا دفتر گرمیوں میں شملہ آیا تو مَیں نے اس سے پوچھا کہ اب تو سبق رہ جائے گا۔اس نے کہا ہاں مگر کیا ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے اگر مَیں شملہ آجاؤں تو پڑھا کرو گے؟ اس نے کہا ہاں ضرور پڑھا کروں گا۔چنانچہ آپ اپنے خرچ پر شملہ آ گئے محض اس خیال سے کہ انگریزی خوانوں میں عربی کا شوق پیدا ہو۔اس وقت ان کی عمر ستّر برس کے قریب تھی مگر ادب اور عشق کا یہ حال تھا کہ مَیں جہاں جاتا برابر ساتھ جاتے۔سیر کے وقت بھی ساتھ رہتے۔ میری عمر اس وقت سترہ سال کے قریب تھی اور دوسرے دوست بھی جو سیر وغیرہ میں شریک ہوتے عام طور پر نوجوان تھے۔سیر کے وقت دل چاہتا کہ آگے جائیں ،مگر اس خیال سے کہ مولوی صاحب بوڑھے ہیں واپس آ جاتے۔مَیں نے دوستوں سے کہا کہ سیر کو چپکے سے چلا کریں جب مولوی صاحب باہر ہوں ۔ چنانچہ اگلے روز جب مولوی صاحب باہر تھے ہم چپکے سے دوسرے دروازے سے نکل گئے۔مگر تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ دیکھا سامنے پہاڑ پر سے مولوی صاحب ڈنڈا ہاتھ میں پکڑے اور بڑے بڑے ڈگ بھرتے ہوئے آرہے ہیں۔آتے ہی کہنے لگے واہ جی آپ لوگ مجھے چھوڑ آئے۔ہم نے کہا ہم تو آپ کی تکلیف کے خیال سے چھوڑ آئے۔کہنے لگے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادے آئیں اور مَیں ہمرکاب نہ ہوں۔تو یہ لوگ دن رات کام کرنے والے تھے اور حد درجہ کا تقویٰ اور اخلاص رکھتے تھے۔

ہمارے نوجوان مبلغوں کو چاہئے کہ ان لوگوں کی زندگیوں کو اپنے لئے خضرِ راہ بنائیں اور علم حاصل کرنے اور تبلیغ کرنے میں ان کے نمونوں سے سبق سیکھیں۔ ان کے متعلق بعض اوقات شکایت آتی ہے کہ کام کے موقع پر تکان وغیرہ کا عذر کرتے ہیں حالانکہ جب دشمن حملہ آور ہو، اس وقت کون کہا کرتا ہے کہ مَیں تھکا ہوا ہوں۔انہیں چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے محنت اور اخلاص سے کام کریں اور پھر کتابی علم پر بنیاد نہ رکھیں بلکہ تقویٰ اور تعلق باللہ پر بنیاد ہونی چاہئے۔ اصل علم وہی ہے جو تقویٰ سے حاصل ہو۔ مَیں نے لاہور میں جو ابھی لیکچر دیا ہے اس کے بعد کئی ہندو، مسلمان ملنے آئے۔وہ کہتے کہ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ اس قسم کے مضمون کی تیاری کر سکیں حالانکہ مَیں نے اسے صرف چند گھنٹوں میں تیار کیا تھا۔مگر وہ سمجھتے تھے اس کے لئے مہینوں بلکہ سالوں کی ضرورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جو بات سمجھائے ، وہ جلدی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ مَیں حافظ قرآن نہیں ہوں اور طبعاً حوالہ والی کوئی بات مجھے یاد نہیں رہتی۔قرآن شریف کے ہزارہا مضامین میرے ذہن میں ہیں لیکن آیات سوائے سورۃ فاتحہ کے مَیں شاید نہ بتا سکوں کہ کس سورۃ کی ہیں۔خواہ وہ ایسی سورتوں کی ہوں جو مَیں روزانہ پڑھتا ہوں۔اس وجہ سے مجھے حافظوں کی کلید کی ضرورت ہوتی ہے۔تو حوالوں کے متعلق میرا حافظہ بہت کمزور ہے لیکن جہاں کوئی بتانے والا نہ ہو وہاں اللہ تعالیٰ تائید کرتا ہے۔پانچ سات سو صفحات کی کتاب کو جہاں سے کھولا ، وہیں مطلوبہ مضمون سامنے آگیا۔ابھی جو لیکچر مَیں نے دیا ہے اس کے لئے دنیوی علوم کے متعلق مجھے ایک چیز کی ضرورت تھی۔اس کے لئے ایک کتاب تھی جو مَیں نے کبھی نہ دیکھی تھی لیکن جونہی کہ مَیں نے اسے کھولا ،معاً وہی چیز میرے سامنے آ گئی اور جب مَیں نے اپنے لیکچر میں اس کی طرف اشارہ کیا تو سننے والے معلوم نہیں کیا خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بات کتنا عرصہ زیر غور رہی ہے۔میرا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے۔بعض اوقات بڑی محنت کرنی پڑتی ہے لیکن اگر فوری ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ ایسا معجزانہ کام بھی کر دیتا ہے۔

پس ہمارے مبلّغوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلقات مضبوط کریں اور بڑھاتے رہیں‘‘۔(الفضل ۱۴؍جون ۱۹۳۴ء

بحوالہ ’’خطبات جمعہ‘‘ جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۹)

ایک نومبائع کی قربانی۔

خوبصورت مسجد مکمل کر کے کاغذات جماعت کے حوالہ کر دیئے

(عبد الخالق نیر مبلغ انچارج نائجیریا)

IFE شہر نائجیریا کی تاریخ میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہاں سے یوروبا قبیلہ شروع ہوا تھا۔ اس لئے یوروبا قبیلے کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں ہماری پرانی جماعت قائم ہے اور جماعت کی دو سو مساجد ہیں۔IFE لیگوس سے تقریباً ۲۵۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔IFE شہر جماعت کے سرکٹ کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اس سرکٹ میں ۱۲ جماعتیں ہیں۔نائجیریا کے باقی علاقوں کی طرح یہاں بھی تبلیغ جاری ہے۔تبلیغ کے نتیجہ میں یہاں جو بیعتیں ہوئی ہیں ان میں ایک دوست الحاج ہدایت اللہ اڈے بیمو صاحب فوج سے میجر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ان کا گاؤں IKOYI ہے جو IFE سے ۳۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔الحاج ہدایت اللہ ایفے سرکٹ میں برادر نورین اور وہاں کے معلم صاحب کی کوششوں سے احمدی ہوئے ہیں۔الحاج ہدایت اللہ صاحب نے بتایا ہے کہ ان کے جوان بیٹے جو آرمی میں تھے اور اب فوت ہو گئے ہیں کی خواہش تھی کہ فیملی کی طرف سے ایک مسجد بنائی جائے۔میں سوچ رہا تھا کہ اگر میں مسجد بناؤں تو اس کو کون سنبھالے گا۔انہی دنوں میں جماعت کی ایک تبلیغی ٹیم میرے پاس آئی اور ان کے بار بار آنے سے خدا تعالیٰ نے مجھے احمدیت کے نور سے منور کیا۔چنانچہ انہوں نے بہت پیاری مسجد اپنے گھر کے سامنے بنا کر مکمل کی۔مورخہ ۱۵؍ستمبر ۲۰۰۲ء کو ایک مختصر پروگرام کا اہتمام کیا گیا جس میں سرکٹ کے احمدیوں کے علاوہ علاقہ کے معزز لوگوں کو بھی بلایا گیا۔مکرم امیر صاحب کی نمائندگی کرتے ہوئے خاکسار اور جنرل سیکرٹری جماعت داؤد راجی صاحب وہاں پہنچے اور تمام لوگوں کے سامنے انہوں نے مسجد کے کاغذات اور چابی خاکسار کے حوالے کی۔الحاج ہدایت اللہ صاحب نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں احمدی مسلمان ہوں اور یہ میری جماعت ہے اور تمام مسلمان جماعتوں میں سے اسی کو میں نے بہترین جماعت پایا اور یہ مسجد جماعت احمدیہ کے سپرد کرتا ہوں۔اس مسجد کی تکمیل پر چار لاکھ نیرہ خرچ ہوا۔

قارئین سے درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ حاجی ہدایت اللہ صاحب کو اجر عظیم سے نوازے۔ان کی نسل کو ثبات قدم بخشے، تمام علاقے کو احمدیت کے نور سے منور کرے اور یہ مسجد ہمیشہ خدائے واحد کے مخلص عبادتگزار بندوں سے آباد رہے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔